ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیاد

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۳۰ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

یکم جون ۱۹۸۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

۲ روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

انتظار حسین اسعد قادری

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم قال رضی اللّٰہ فی رضی الوالدین وسُخْطُ اللّٰہِ فی سخط الوالدین اَخرجہ الترمذی وصَحَّحَہٗ ابن حبان والحاکم۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے واسطہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ماں باپ کی رضامندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی ماں باپ کی ناراضی میں ہے۔ اس کو ترمذی نے بیان کیا ہے اور ابن حبّان اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔

راوی : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کنیت ابو عبدالرحمٰن یا ابو محمد ہے خود بھی صحابی ہیں ان کے والد حضرت عمرو بن العاص بھی صحابی ہیں۔ بڑے عابد و زاہد، حافظِ قرآن و حدیث تھے۔ حضورؐ سے حدیثوں کے لکھ لینے کی اجازت طلب کی تو حضورؐ نے اجازت دے دی تھی اسی لئے حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ میری حدیثیں سوائے عبداللہ بن عمرو کے سب سے زائد ہیں۔ کیونکہ عبداللہ بن عمرو لکھ لیتے تھے میں نہیں لکھ سکتا تھا۔ ان کی والدہ ان کے لئے سرمہ بنایا کرتی تھیں۔ کیونکہ یہ رات بھر عبادت کرتے تھے۔ چراغ گل کر دیتے اور رویا کرتے تھے۔ اس سے آنکھوں کی پلکیں گر گئی تھیں۔ یہ اپنے والد سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے ان کے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ۸ھ میں اسلام لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک عمان کے حاکم رہے ۴۳ھ میں انتقال ہو گیا ان کے بعد ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرو حاکمِ مصر ہوئے اور ۶۵ھ میں مصر میں وفات پائی۔

قرآن پاک میں ہے اگر ماں باپ تم پر سختی بھی کریں کہ تم ہمارے ساتھ شریک کرو اس کو جس کا تم کو یقین و علم ہی نہیں تو تم ان کی فرمانبرداری نہ کرنا اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح رہنا معلوم ہوا کہ گناہ میں ان کی فرمانبرداری جائز نہیں۔ اس میں ان کی ناراضی اللہ کی ناراضی نہیں اس لئے جو کام فرض واجب ہے ان سے روکیں یا جو حرام اور مکروہ تحریمی میں ان کا حکم دیں تو ان کی فرمانبرداری واجب نہیں جو کام ثواب کے ہوں یا ویسے ہی دنیا کے جائز ہوں ان میں اگر روکیں اور ان کی زندگی تلخ ہونے کا خطرہ نہ ہو اور ان کی خدمت کی ضرورت بھی ہو تو ان سے رک جانا ضروری ہوگا ۔ محتاج خدمتِ ماں باپ کو جب کوئی خدمت کے لئے نہ ہو چھوڑ کر ان کی مرضی کے خلاف طلبِ علم بلکہ جہاد میں بھی جانا جائز نہیں اگر محتاج خدمت نہ ہوں یا اور کوئی خدمت کو ہو تو جائز ہے اگر ماں باپ کافر بھی ہوں تو اس سے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھنا ضروری ہے۔

(باقی ۶ پر)

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور



جلد ۲۹ • شمارہ ۴۸
۳۰ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ • یکم جون ۱۹۸۴ء

— رئیس الادارہ —
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبیداللہ انور

— مجلس ادارت —
مولانا محمد اجمل قادری
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

قلمی معاون
○ زاہد الراشدی
○ نعیم آسی
○ محمد سعید الرحمٰن علوی
○ انتظار حسین اسعد

بدل اشتراک

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
۸۰/-	۴۵/-	۲۵/-

فی پرچہ ۲/- روپے

طابع : منہاج الدین اصلاحی ۔ مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
ناشر : مولانا عبیداللہ انور
مقام : اندرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا طاہر احمد کا انٹرویو
اور
حکومت پاکستان کی ذمہ داری

برطانیہ کے معروف نشریاتی ادارے بی، بی، سی نے ۲۵ مئی کو اپنی اردو نشریات کے دوران قادیانی امت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کا انٹرویو نشر کیا جس میں انہوں نے قادیانیوں کے بارے میں حکومت پاکستان کے تازہ اقدامات کے بارے میں اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کی کوشش کی ہے۔

مرزا طاہر احمد قادیانیوں کے بارے میں صدر کے آرڈیننس کے نفاذ کے بعد خفیہ طور پر فرار ہو کر لندن جا چکے ہیں اور ابھی تک ان کے فرار کا واقعہ صیغہ راز میں ہے کہ آخر وہ کس طرح وزارت داخلہ کے افسران اور بالخصوص امیگریشن حکام کو جُل دے کر ملک سے باہر نکل جانے میں کامیاب ہوئے ہیں اور مرکزی مجلس عمل کے راہنما اس واقعہ کی تحقیقات کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

اسی طرح مرزا طاہر احمد کے فرار کے مقاصد کے بارے میں بھی مختلف قسم کی قیاس آرائیوں کا سلسلہ جاری ہے بعض حلقوں کا خیال ہے کہ مولانا محمد اسلم قریشی کے اغوا کے کیس کی تفتیش کے نئے مرحلہ میں داخل ہونے کے بعد متوقع خطرات و خدشات کا اندازہ کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے ملک سے باہر چلے جانے میں عافیت محسوس کی ہے اور بعض حلقے یہ کہہ رہے ہیں کہ مرزا طاہر احمد نئی صورت حال کے بارے میں اپنے استعماری آقاؤں سے صلاح مشورہ اور آئندہ لائحہ عمل کا رخ متعین کرنے

کے لئے لندن گئے ہیں۔

مگر بی بی سی سے نشر ہونے والے مرزا طاہر احمد کے اس انٹرویو سے اندازہ ہوتا ہے کہ قادیانی امت کے سربراہ نے صدر پاکستان کے آرڈیننس کے بارے میں وہی طرزِ عمل اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے جو قادیانی امت اس سے قبل ۷۴ء کے آئینی فیصلہ کے بارے میں تسلسل کے ساتھ اپنائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اپنے انٹرویو میں مرزا طاہر احمد نے بالواسطہ طور پر اعتراف کیا ہے کہ وہ خود کو غیر مسلم تسلیم نہیں کرتے اور جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے واضح انکار کے باوجود اپنا تعلق جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے ساتھ ظاہر کرنے پر مُصر ہیں۔

ہم انٹرویو کی تفصیلات میں جائے بغیر مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے قائدین اور حکومت پاکستان کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ مرزا طاہر احمد کے اس انٹرویو کا گہری نظر کے ساتھ جائزہ لیا جائے اور اس انٹرویو کے بین السطور قادیانی امت کے آئندہ عزائم کا تعین کر کے ملک و ملت کو اس فتنہ پرور گروہ کے آئندہ پروگرام اور سازشوں سے بچانے کے لئے بروقت اقدامات کئے جائیں۔

بادشاہی مسجد کا المناک سانحہ

بادشاہی مسجد لاہور میں ۲۱ر مئی کو جو کچھ ہُوا اس پر ملک بھر کے سنجیدہ حلقوں کو افسوس ہے اور اہلِ دل رنجیدہ ہیں کہ اس وقت جب کہ ملک میں اتحاد و یک جہتی کی فضا قائم کرنے کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت تھی فرقہ واریت کے عفریت نے پاکستان کے دل لاہور میں اپنا کرتب دکھا دیا۔ اور مسلمانوں کے دو مکاتیب فکر بادشاہی مسجد میں آپس میں گتھم گتھا ہو کر دشمنانِ اسلام بالخصوص قادیانیوں کے لئے خوشی کا سامان فراہم کر گئے۔

بادشاہی مسجد کے ایک مفروضہ واقعہ کی بنیاد پر بادشاہی مسجد میں فرقہ وارانہ کانفرنس کے اعلان کے بعد حکومت کو جس سنجیدگی کے ساتھ اسے روکنے کے اقدامات کرنے چاہئیں تھے حکومت نے اس سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا یا حکمرانوں کی مصلحت یہی تھی کہ ایسا ہو۔ چنانچہ ایک فریق کے یک طرفہ اعلان کو کافی عرصہ گذر جانے کے بعد حکومت کی بے اعتنائی اور غفلت کو دیکھ کر دوسرے فریق کی طرف سے بھی توازن اور حکومت کو احساس دلانے کے لئے کانفرنس کا اعلان کیا گیا۔ دونوں طرف سے ملک بھر میں پراپیگنڈہ اور تیاریاں حکومت کے نوٹس میں تھیں۔ لیکن وہ خاموش تماشائی بنی رہی معاملات کو سلجھانے کے لئے کوئی معقول راستہ اختیار نہیں کیا گیا تاآنکہ دونوں طرف کی تیاریاں مکمل ہو گئیں اور لوگوں نے لاہور آنے کو رختِ سفر باندھ لیا تو حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ بادشاہی مسجد میں فریقین میں سے کسی کو کانفرنس کے انعقاد کی اجازت نہیں۔ اس کے بعد دونوں فریقوں کے ساتھ رابطہ قائم کر کے صوبائی حکومت کے ذمہ دار حضرات نے انہیں پابند کیا کہ وہ بادشاہی مسجد میں کانفرنس کا انعقاد نہ کریں فریقین نے اس بات کو تسلیم کیا اور ایک فریق نے تو اس حد تک اعتماد اور خوش فہمی کا مظاہرہ کیا کہ صوبائی حکومت کی یقین دہانی کے بعد بادشاہی مسجد کا رخ کرنے کا خیال ہی ترک کر دیا لیکن یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد جس طرح ایک فریق نے ۲۱ر مئی کو اس معاہدہ کی خلاف ورزی

(باقی ۲۶پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب: اسعد قادری

خدا اور رسولؐ کے سوا مسلمانوں کا حقیقی دوست کوئی نہیں

پیرِ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ

اور تم سے یہود اور نصاریٰ ہرگز راضی نہ ہوں گے۔ جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہیں کرو گے۔

اور فرمایا اے میرے پیغمبر! یہ یہود اور نصاریٰ کبھی آپ پر خوش نہیں ہو سکتے۔ حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ۔ آپ دینِ اسلام کو ختم کر کے ان کی رسومات کو تسلیم نہ کریں۔ ان لوگوں کی آرزوؤں اور غلط تمناؤں کو جب تک آپ اختیار نہیں کریں گے مسلمانوں کو نہ یہودی معاون کر سکتے ہیں اور نہ نصاریٰ۔ مسلمان ان سے دوستی کر کے گھاٹے میں رہیں گے۔ اس لئے قرآن کی بے شمار آیات ہیں کہ ان کے ساتھ تعلقات استوار نہیں ہونے چاہئیں اور کبھی ضرورت پیش آ جائے تو خاندانی تعلقات کی بناء پر بے شک آپ رہیں لیکن دوستانہ تعلقات نہیں ہونے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ دوستی سے منع کر رہے ہیں جو خلوص پر مبنی ہوتی ہے کیونکہ ان میں آپ کے لئے خلوص نہیں بلکہ نفرت ہے، عداوت ہے بلکہ اب یہ چیز کھل کر سامنے آئی ہے بلکہ ہمیشہ سے ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کیسے غلط ہو سکتا ہے لیکن اب صورتِ حال یہ ہے اب یوم قدس پورے عالم اسلام میں منایا جا رہا ہے اور یہ جمعہ مقرر کیا گیا ہے لیکن یہ جمعرات ہماری جمعہ کی تمہید ہے۔ بہرحال مسلمانوں نے زندہ رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زندہ رہنے کے لئے اسلام حکمران کی حیثیت سے زندہ رکھنے کے لئے اللہ نے مسلمانوں کو ایک نظام دیا ہے یعنی حضورؐ اور آپ سے پہلے جتنے انبیاء کرام آئے ہیں اور جتنے بھی انسان ہیں درحقیقت خلیفۃ اللہ ہیں۔ کسی میں کم صلاحیت کسی میں زیادہ لیکن انبیاء کرام میں تو فرق کرنے کی بھی گنجائش نہیں۔

بہرحال انبیاء کرام نے دنیا کے اندر اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ہمیشہ سے سردھڑ کی بازی لگائی اور ان کے معاونین جیسے کہ حضورؐ کے معاونین صحابہ تھے اور اسی طرح حضرت مسیحؑ کے انصار تھے اسی طرح ہر نبی کے ساتھ ہر ولی کے ساتھ ہر اس آدمی کے ساتھ جو دین کا کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ کوئی دوست کوئی مددگار تعاون کرنے والا پیدا فرما دیتے ہیں۔ یہ صحیح بات ہے۔

بہرحال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں آتے ہیں۔ ہر نبی کی آمد پر انسان تین قسم کے ہو جاتے ہیں۔ ایک ماننے والے اسلام ان کو مسلمان کا نام دیتا ہے اور ایک جو بالکل انکار کرتے ہیں ان کو کافر کا نام دیا گیا ہے اور ایک وہ جو نہ ادھر نہ ادھر، وہ منافقین ہیں

قرآن حکیم سے پہلے تین مذہب ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ حنیفہ یعنی ابراہیم توحید کے پرچار تھے، توحید کے علمبردار حضرت ابراہیم سے حنفیت چلی ہے اس سے پہلے مذاہب پرستی کا دور تھا یعنی کوئی چاند کو پوجتا تھا کوئی سورج کو پوجتا تھا کوئی درخت کا پجاری ہے کوئی آگ کی پوجا کر رہا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم آتے ہیں۔ حنفیت کا دور آتا ہے۔ اور حنفیت مذاہب ہیں تین یہودیت، نصرانیت اور اسلام مذہب یہ تینوں سچے تھے۔ اپنے اپنے وقت میں لیکن اسلام قیامت تک باقی رہے گا۔ اس لیے ان دونوں کو منسوخ کیا ہے۔ کتابیں منسوخ کر دیں لیکن اس اسلام کا ناسخ نہیں آئیگا۔ حضورؐ نے فرمایا میں آخری نبی ہوں اور امت بھی آخری اور فرمایا یہ کتاب کتاب ہدایت ہے اس کے بعد قیامت ہے اور کوئی یعنی اب کوئی نیا نبی یا نئی کتاب آنے سے رہی۔

بہرحال عرض کر رہا ہوں یہود کے بارے میں یہ ایک نسلی مذہب ہے۔ اسلام نسلی مذہب نہیں تبلیغ کے ذریعے لاکھوں باشندے یہاں کے مسلمان ہوتے یہاں ہی کی بات نہیں انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک بلکہ افریقہ اور امریکہ کے آخر تک مسلمان ہو رہے ہیں۔ جو کلمہ پڑھتا ہے مسلمان ہو جاتا ہے۔ اس کا نسل سے تعلق نہیں لیکن یہودیت ایک نسل کا نام ہے۔ ہندو مذہب بھی ایک نسل کا نام ہے لیکن اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے تو یہ اللہ کے بندے بغیر کسی قومیت کے دنیا کے ہر خطے میں موجود ہیں جہاں بھی ہیں برائی انہیں سے جنم لیتی ہے۔ ان کو مرض ہے دولت اکٹھی کرنے کا کہ ساری دنیا کی دولت ان کے پاس آ جائے۔ جیسے جہنم کہے گی ھل من مزید۔ اور ڈال اور ڈال اسی طرح دنیا دار کا بھی پیٹ نہیں بھرتا۔

اللہ تعالےٰ ہمارے دل میں دنیا کی محبت کی بجائے اپنی اور اپنے پیارے رسول کی سچی محبت عطا فرمائے، آمین!

بقیہ : احادیث الرسول

بخاری کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ماں باپ میں زیادہ اچھا برتاؤ کس کے ساتھ کروں فرمایا۔ ماں کے ساتھ۔ تین بار سوال وجواب یہی ہوا اس لئے ماں کا حق باپ کے حق سے تین گنا زیادہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا خدا کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کام کون سا ہے۔ فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ پوچھا پھر کون سا ہے؟ فرمایا والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔ پھر پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا جہاد فی سبیل اللہ۔

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ والدین کا حق اپنی اولاد پر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ تمہاری جنت و دوزخ ہیں۔ یعنی ان کی رضامندی میں جنت اور نارضامندی میں دوزخ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا گناہ والدین پر لعنت بھیجنا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت کس طرح بھیج سکتا ہے۔ فرمایا اس طرح کہ کوئی شخص کسی کے والدین پر لعنت بھیجے وہ بھی بدلہ میں اس کے والدین پر لعنت بھیجے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں والدین کا ادب واحترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین!

خطبہ جمعہ

ضبط وترتیب : اسعد قادری

قرآن پاک انقلابی کتاب ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :—

اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْؕ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۠

ترجمہ: تحقیق دی ہم نے تجھ کو کوثر۔ پس نماز پڑھ واسطے پروردگار اپنے کے اور قربانی کر، تحقیق تیرا دشمن وہی ہے بے نسل۔

بزرگان محترم، معزز خواتین و محترم حاضرین! آج کے جمعہ کے خطبے کا عنوان یہ ہے کہ قرآن ہی انسانوں کی ہدایت کا سامان ہے۔ یہ قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورت ہے کوثر جو میں نے آپ کے سامنے تبرکاً تلاوت کی ہے۔ یہ سب سے چھوٹی سورت یہ سب سے چھوٹا عمل لیکن مسلمانوں کے لئے نجات کی آخری سبیل اور راہ اور اللہ کی خوشنودی کا اس سے بڑا نسخہ اور کوئی نہیں ہو سکتا یہ کہنے کو تو اِنَّا اعطینٰک الکوثر اللہ نے کہہ دیا۔ مگر یہ کوثر سے مراد ہمارے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قرآن کیا ہے قرآن کی ۱۱۴ سورتوں اور تیس پاروں میں دنیا کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کا حل نہ کیا گیا ہو کوئی بات ایسی نہیں مقدم و مؤخر جو اس میں بیان نہ ہو۔

بہرحال اس قرآن کی عظمت ان سے پوچھئے کہ جن عالموں کو اونٹ چرانے کی بھی صحیح صلاحیت حاصل نہیں تھی وہ گڈریے بھی کامیاب وکامران نہیں تھے لڑتے بھڑتے اور ایک دوسرے کے لئے وبال جان بنے ہوئے تھے اس قرآن کی برکت سے وہ تین براعظموں میں چند سالوں کے اندر حکمران بن گئے یہ قرآن نے انقلاب برپا کیا کہ ان کی زندگی کی کایا پلٹ کر رکھ دی تھی، ان میں جتنی کمزوریاں جتنی خامیاں اور خرابیاں تھیں ان کو خوبیوں سے بدل دیا۔ اور پھر وہ دنیا کے اندر بہترین حکمران ثابت ہوئے۔ بہترین معلّم اخلاق ثابت ہوئے اور انہوں نے جو انقلاب برپا کیا قرآن پاک کی برکت سے آج تک دنیا اس کے گن گا رہی ہے اور اس جیسا انقلاب پہلے برپا ہوا اور نہ آئندہ کوئی امکان ہے اور اگر ہے تو اس قرآن کے صدقے ہیں۔

یہ شعبان کا مہینہ ہے شعبان تو حضورؐ نے فرمایا الشعبان شھری یہ میرا مہینہ ہے اور رمضان شھر اللہ اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔

حضرت عائشہؓ کا ارشاد ہے کہ حضورؐ ہر مہینہ میں تین روزے تو رکھتے تھے ایام بیض کے ۱۳، ۱۴، ۱۵، یہ سارے انبیاء کرام رکھتے

چلے آئے ہر مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ یہ چاند کی تاریخ کو رات کو چاندنی ہوتی ہے ۔ اس چاندنی کو بیض کہتے ہیں۔ یعنی سفیدی یہ بیضہ انڈا سفید اس لئے کہ سفید یعنی بیضہ اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ سفید ہے ۔

بہرحال حضورؐ کی عادت ہر ہفتے دو روزے رکھنے کی تھی ۔ اندازہ لگالو یعنی فرض روزے جو رمضان کے ہیں لیکن یہ روزے جو رمضان کے ہیں لیکن یہ روزے سارا مہینہ اور ہر ہفتے ہیں دو اور مہینے ہیں تین الگ اور شعبان میں حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضورؐ اتنے روزے رکھتے ہم سمجھتے کہ ترک ہی نہیں کریں گے لیکن آپ چھوڑنے پر آتے تو مسلسل چھوڑے چلے جاتے ہم گمان کرتے اب رکھیں گے نہیں یہ فرض نہیں جو روزہ کو کمال درجہ تک پہنچانے میں مفر ہیں جیسے حسد بغض اور زبان سے کسی کی غیبت یا برائی کرے یا دل میں کسی کے لئے برائی سوچے تو یہ ساری باتیں وہ ہیں جو روزے کے منافی ہیں روزہ صرف کھانے پینے سے بند رہنے کا نام نہیں یہ پھر فاقہ ہو کر رہ جائے گا ۔ روزے سے مراد ہے انسان کی روحانی اصلاح

انسان کو اللہ نے مرکب کیا ہے جسم اور روح سے جسم کی ترقی کے لئے جسم کی ترقی و کامیابی کے لئے ہم غذائیں کھاتے ہیں روزہ کے زمانے میں بھی غذا کھاتے ہیں لیکن یہ تھے کہ ذرا فجر کی نماز سے پہلے کھا لیا اور پھر مغرب کی نماز کے بعد کھانا کھاتے ہیں یہ درمیان میں طویل ترین وقفہ جو ہے انسان کچھ نہیں کھاتا مقصد صرف بھوکا پیاسا رکھنا نہیں ۔ مقصد یہ ہے کہ حلال طیّب پاک چیزوں سے آپ کو اللہ نے روکنے کا حکم دیا ہے ۔ اور آپ اللہ کی رضا کے لئے رُک گئے یہ انسان کے اندر اتنا بڑا کمال پیدا کر دے گی کہ اس کی روح کو ترقی ہو جائے گی اور جسم تھوڑا سا اس کے کنٹرول میں آجائے گا انسان بھوک کو کنٹرول کر دے تو ولی بن جاتا ہے اور اگر بھوک اس پر غالب آجاتے تو درندہ بن جاتا ہے ۔ ادھر ادھر منہ مارتا ہے اُس کو اس سے غرض نہیں حلال ہو یا حرام ہے لیکن انسان تو انسان ہے انسان تو اشرف المخلوقات ہے اور یہ بھی انسان کی خوبی ہے کہ وہ حرام مال اور غیر کے مال کو منہ نہیں لگاتا تو اس وجہ سے پیغمبر پیغمبر بن جاتا ہے اسی وجہ سے نبی نبی بن جاتے ہیں ۔ نبیوں کے

اندر یہ ہی چیز ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کا تصوّر بھی نہیں کرتے خلق خدا میں لیا نمونہ پیش کرتے ہیں کہ لوگ ان کا اتباع کرنا اپنے لئے فخر اور کمال سمجھتے ہیں یہ ہی خوبیاں قرآن پیدا کرتا ہے ۔ اور رمضان میں ذکر ہوتا ہے ۔ یہ قرآن حافظ حضرات سارا سال منزل پڑھتے ہیں اسی طرح شعبان میں پھر دوہرائی کرتے ہیں ۔ اور حضورؐ کی بھی یہ ہی عادت تھی ۔ کہ جتنا قرآن نازل ہوتا جبرائیل امین کے ساتھ آپؐ دور فرماتے اور جس سال آپؐ نے دنیا سے پردہ فرمایا اسں سال کتابوں میں لکھا ہے کہ آپؐ نے دو دفعہ پورا قرآن حضرت جبرائیل کو سنایا اور حضرت جبرائیل امین نے آپ کو سنایا ۔ لیکن پورا دور یہ واحد الہامی کتاب ہے کہ جو ازبر ہے ۔ نبی کو بھی اور اس کے ماننے والوں کو بھی دوسری الہامی کتابوں کا کوئی حافظ نہیں یہ قرآن کی خصوصیت ہے اگر کوئی حافظ ہے تو فقط حضرت داؤد کے لئے پتہ چلتا ہے کہ وہ اونٹوں اور گھوڑوں پر زینیں کسواتے ہوئے پوری اپنی کتاب زبور کو پڑھ ڈالتے اور ایک حضرت عُزیر ہیں ان کے متعلق اندازہ ہوا

ہے کہ وہ بھی حافظ ہوں گے کیونکہ جب بیت المقدس عراقی حکومت نے تباہ کیا، جلا دیا، ساری کتابیں بیت المقدس کی جل گئیں ۔ چنانچہ وہ ان سب کو گرفتار کر کے اپنے علاقہ میں لے گیا پیغمبرؐ کہیں گئے ہوئے تھے واپس آئے یہ اللہ نے سورۂ بقرہ میں ذکر کیا شہر کو دیکھا شہر تو تباہ بالکل اس کی بستی جلی پڑی ہے اور انہوں نے کہا اب یہ دوبارہ آباد ہونے سے رہی اللہ نے ان کو بھی وہیں سُلا دیا ۔ نیند بھی موت کے مشابہ ہے ۔ حضورؐ کا ہی ارشاد ہے ۔ النوم اخت الموت ۔ نیند موت کی بہن ہے سوتے وقت کچھ پتہ نہیں چلتا ۔

چنانچہ اللہ نے اس نبی کو نام تو ذکر نہیں کیا گمنام یہ ہے کہ وہ حضرت عُزیر ہیں اللہ نے ان کو اس جگہ سُلا دیا سو سال کے بعد اللہ نے ان کو بیدار کیا ان سے پوچھا تم کتنے سوئے ؟ جی ایک دن یا کم بیش ۔ اللہ نے فرمایا ہم نے تم کو سو سال نیند دی ہے اور فرمایا یہ تمہارا کھانا خراب تک نہیں ہوا یہ قدرت ہے انّ اللہ علیٰ کلِّ شیی قدیر اللہ نے فرمایا اپنے گدھے کو دیکھو جو ہڈیاں مٹی میں مل چکی تھیں ۔

فرمایا دیکھو تم کہتے تھے کیسے زندہ ہو گئے ۔ اللہ نے گدھے کو زندہ کر دیا ۔ نبی سوار ہو کر عراق اپنی قوم کے پاس آیا ۔ کتاب کا پوچھا کہا وہ تو ساری جلا دی گئیں آپ نے فرمایا میں تمہارا پیغمبر ہوں انہوں نے کہا وہ جلا دئے گئے تھے اور بہت سے آدمی بھی، آپ سو سال کے بعد کہاں سے آئے ؟ کہا اللہ نے مجھے سلا دیا تھا ۔ سو سال تک، جب ان کو یقین نہ آیا تو آپ نے فرمایا تورات کہاں ہے ؟ انہوں نے کہا وہ تو جل گئی ۔ آپ نے فرمایا تورات لکھو تو انہوں نے تورات دوبارہ لکھوائی ۔ یہ بات تورات کی شروحات کے اندر لکھی ہے اگر یہ بات صحیح ہے پھر دو حافظوں کا پتہ چلا کائنات میں ایک حضرت داؤد اور حضرت عُزیر، یہ بھی معجزہ ہے ۔ قرآن کی کرامت کا اور سب سے بڑا معجزہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے یہ عربی زبان سے بالکل آشنا نہیں ہیں وہ بھی فرافر قرآن پڑھتے ہیں ۔ اور اللہ کی قدرت ہے اس سے بھی عجیب بات ایک کتاب یہاں تاج کمپنی والوں نے چھاپی ہے مولانا عبدالقیوم کانپوری نے لکھی ہے اس کتاب میں لکھا ہے کہ انڈیا میں اخباروں میں یہ خبر چھپی کہ ایک شخص کے

گھر بچہ ایسا پیدا ہوا ہے پتہ چلا ہے کہ وہ مادر زاد حافظ ہے حیران ہوئے مادر زاد اندھے سنتے ہیں، مادر زاد بہرے سنتے ہیں، مادر زاد حافظ آج تک نہیں سنا ۔

بہرحال اس کو بھی شک ہوا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پیدائشی حافظ لیکن یہ قرآن کا معجزہ ہے، اعجاز ہے ۔ مولانا کہتے ہیں جب مَیں نے یہ خبر پڑھی تو مَیں گاڑی میں سوار ہو کر وہاں پہنچا ۔ تحقیق کی کہ خبر کہاں تک صحیح ہے ۔ جب مَیں وہاں پہنچا اس بستی میں دوپہر کا وقت تھا ۔ معلوم ہے تو پتہ چلا کہ ہاں یہاں ایسا بچہ ہے ۔ فرمایا کہاں ہے ؟ انہوں نے کہا اب تو آرام کر رہا ہے ۔ ابھی تھوڑی دیر میں مسجد میں پڑھنے آئے گا ۔ فرمایا تمہیں کیسے پتہ چلا کہنے لگے بچے کا باپ پڑھنے کے لئے چھوڑ گیا تو جب کوئی بچہ قرآن غلط پڑھتا تو یہ فوراً تصحیح کر دیتے ۔ حیران ہوں گے پھر وہ بچہ لایا گیا گود میں اٹھا کر بچہ چار سال کا تھا قرآن فرافر پڑھتا چلا گیا ۔ قرآن کا یہ معجزہ دیکھ کر اس بستی کے بیسیوں ہندو مسلمان ہو گئے ۔ یہ قرآن کا اعجاز ہے ۔ ہمارے ہاں شعبان میں دورہ تفسیر القرآن پڑھایا جاتا ہے اس میں ایک

دفعہ مولانا لال حسین اختر نے مناظرہ کا واقعہ سنایا کہ دہلی میں ایک ہندو مناظر رام چندر کے ساتھ مناظرہ ہوا جب میں قرآن کی آیت پڑھتا تو فرمایا وہ ہندو بھی قرآن کی آیت پڑھتا لیکن جب اپنی کتاب کی آیت پڑھنی ہوتی تو بڑی مشکل سے پڑھتا۔ لیکن قرآن جلدی جلدی پڑھتا۔ میں نے کہا یہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا ہماری کتاب کی ایک سطر بھی یاد نہیں ہوتی لیکن قرآن ایسی کتاب ہے کہ کئی کئی آیات زبانی یاد ہو جاتی ہیں تو مولانا نے فرمایا۔ یہ قرآن کا اعجاز ہے تم کیوں ہندو مت کو چھوڑ کر اسلام نہیں لے آتے؟ ہندو مناظر کہنے لگا بات تو ٹھیک ہے لیکن پیٹ کا مسئلہ ہے۔ اسی طرح گاڑی میں ایک مرزائی سے بات ہوئی اسلام کی حقانیت کو مان گیا لیکن کہنے لگا اگر یہ کام چھوڑ دے جھوٹے نبی کی تبلیغ کا تو بھوکے مرجائیں۔

تو عرض یہ کر رہا تھا یہ قرآن پاک نے انقلاب برپا کیا۔ اس قرآن پاک کی یہ سالگرہ کا زمانہ یہ رمضان آ رہا ہے اس کا مقدمۃ الجیش شعبان ہے اور جس طرح میں نے عرض کیا کہ حضرت عائشہؓ کی زبان کہ حضور زیادہ سے زیادہ عبادت شعبان ہی میں کرتے تھے۔ عبادت ایسی چیز ہے جو انسان کو درندوں اور چرندوں سے اور حیوانوں سے بالا و برتر کر دیتی ہے۔ عبادت ہی ایسی ہے کہ انسان کو فرشتوں سے اونچا لے جاتی ہے۔

تو رمضان کے بارے میں عرض کر رہا تھا اس رمضان میں محمد بن قاسم کا واقعہ۔ لنکا میں کچھ مسلمان مرگئے ان کی بیوہ عورتوں کو لنکا کے حکمران نے حجاز سے بصرہ بھیجا اور حاکم کے لئے کچھ تحائف بھیجے۔ راجہ داہر کے لٹیروں نے اسے لوٹ لیا۔ ایک عورت نے خط لکھا حجاج بن یوسف کو۔ تھا تو بڑا شداد، بڑا سخت لیکن اس خط میں لکھا ہوا تھا کہ ہم بیوہ عورتیں ہیں اور یتیم بچے ہیں ہمیں ناحق گرفتار کر لیا گیا ہے ہماری مدد کو پہنچو اس نے فوراً لبیک کہا اور چند آدمی راجہ داہر کے پاس بھیجے۔ اور کہا کہ ہمارے آدمی ہمارے حوالے کرد اس نے اُن کو بھی قتل کر دیا۔ تیسری مرتبہ اپنے بھتیجے محمد بن قاسم کو بھیجا جو نوجوان تھا اور اللہ جب مدد کرنے پر آتا ہے اور جو سچے مسلمان ہوتے ہیں رمضان میں بھی مسلمانوں نے روزے رکھے ہوئے تھے۔ بدر کی جنگ رمضان میں ہوئی، فتح مکہ رمضان میں ہوا۔ ان کے پاس چھ ہزار فوجی اور ادھر ۶۰ ہزار، اُن کی فوج گھوڑوں اونٹوں، ہاتھیوں پر، اللہ تعالےٰ نے ۶ ہزر کو ۶۰ ہزار پر فتح نصیب کی پورا سندھ فتح کیا اور یہ ۹۲ھ کا واقعہ ہے، پورا سو سال بھی نہیں گذرا۔ اور پھر ملتان تک اسلام کا پرچم لہرایا۔ اور جب واپس آنے لگے تو لوگوں نے واپس نہ آنے دیا اور جب واپس آئے تو ہندوؤں نے بت بنا کر مندروں میں رکھ دئے اور کہا یہ تو بھگوان تھا اور یہ وجہ عدل و انصاف تھا یہ اسلام کی تبلیغ کی برکت ہے اللہ تعالےٰ ہمیں سچا اور عمل کرنے والا مسلمان بنائے۔ آمین ثم آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ: نفاذ اسلام۔۔۔۔۔

ادا کئے جانے والے کلمات کی تصحیح کرائی جائے تاکہ ارشاد ربانی "ان الصلوٰۃ تنھاعن الفحشاء والمنکر" ترجمہ: بے شک نماز گندے کاموں اور بری عادتوں سے روکتی ہے۔ (القرآن الحکیم) کا روح پرور نظارہ دیکھنے میں آئے اور نماز کے بنیادی مقاصد حاصل ہوسکیں۔

بسلسلہ اصلاح معاشرہ — قسط ۳

محمد سمیع اللہ صاحب اسلام آباد

نفاذ اسلام اور اصلاح معاشرہ کے بنیادی تقاضوں کے بارے میں چند تجاویز

نظام معیشت

۱۔ بچت کی سودی سکیموں کو ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ایک زبردست مہم کے تحت مشتہر کیا جا رہا ہے جس سے سودی نظام کو استحکام حاصل ہو رہا ہے اور بلا سودی کاروبار کی حوصلہ شکنی ہو رہی ہے

"قومی بچت" کے نام سے حکومت نے حسب ذیل سودی اسکیموں کا اجراء کیا ہے:

۱۔ خاص ڈیپازٹ سرٹیفکیٹس یا اکاؤنٹ۔
۲۔ ڈیفنس سیونگز سرٹیفکیٹس
۳۔ نیشنل ڈیپازٹ سرٹیفکیٹس
۴۔ ماہانہ آمدنی اکاؤنٹ
۵۔ سیونگز اکاؤنٹ
۶۔ انعامی بانڈز

اسلام آباد کے انگریزی روزنامہ "دی مسلم" کے نمائندہ خصوصی کے حالیہ سروے (مورخہ ۱۷ فروری ۸۴ء) کے مطابق لوگ کاروبار وغیرہ سے سرمایہ نکال کر حکومت کی مندرجہ بالا قومی بچت کی اسکیموں میں لگا رہی ہیں۔ کیونکہ یہاں شرح "منافع" (سود) مکانات وغیرہ کے کرایوں کی نسبت سے زیادہ بھی ہے اور سرمایہ محفوظ بھی ہے اور انکم ٹیکس سے مستثنیٰ بھی۔ اس طرح سودی نظام کو مستحکم بنایا جا رہا ہے اور نفع ونقصان کے اسلامی طریقہ کار یا نظام کی عملاً حوصلہ شکنی کی جا رہی ہے۔ جو کہ مثل "بغل میں چھری اور منہ میں رام رام" کے مترادف ہے۔ یا الفاظ دیگر زبان سے اسلام کا نعرہ اور عمل سے کفر اور باطل نظام کو پروان چڑھایا جا رہا ہے۔

لہٰذا صدر مملکت سے گذارش کی جاتی ہے کہ:

"قومی بچت کے نام پر جس طرح سودی سکیموں کو فروغ دیا جا رہا ہے اس کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے اور ان سکیموں کو قومی سطح پر مشتہر کرنے اور بچت کاری کے ہفتے منانے کی بجائے جو کہ خود سودی نظام کو تقویت ودوام بخشتے ہیں، ہر وسیلہ کو بروئے کار لا کر اسلام کے بلا سودی اقتصادی نظام کو رائج اور مستحکم کیا جائے کہ یہ حالات کا ناگزیر تقاضا ہے۔ کیونکہ افلاس واستحصال کا خاتمہ سود کے خاتمہ کے بغیر ممکن نہیں۔"

یہاں یہ وضاحت کرنی ضروری سمجھی جاتی ہے کہ صدر مملکت نے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ کے موقعہ پر اعلان کیا تھا کہ تین سال کے اندر اندر ملک سے سود کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ یہ میعاد ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ ہے (دسمبر ۱۹۸۱ء) کو ختم ہوگئی مگر ابھی تک ملک میں سود برقرار ہے۔ اب تو اس میعاد سے اڑھائی سال زائد بھی ہوگئے ہیں یعنی ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ کو پانچ سال ہوگئے ہیں اور سود کی لعنت میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ الٹا

سود کو منافع کا نام دے کر سودی نظام معیشت کو مضبوط کیا جا رہا ہے۔ افسوس ہے کہ منبر سے آواز نہ اُٹھنے کی وجہ سے نفاذ اسلام کا کام بُری طرح متأثر ہو رہا ہے اور اقتصادی میدان میں تین سال کی بجائے ساڑھے پانچ سال سے زائد ہو گئے ہیں مگر سودی کاروبار جاری وساری ہے۔

قرآن مجید میں سود کے علاوہ کسی گناہ کے بارے میں اتنی وعید نہیں آئی بلکہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۷۹ میں اسے اللہ اور رسولؐ کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ کیا پھر اس نظام معیشت میں زندہ رہنے والی اللہ اور رسولؐ کی دوست ہو سکتی ہے ؟ معاذ اللہ ہرگز نہیں۔

حدیث نبویؐ میں بتایا گیا ہے کہ "سود اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کو ستر اجزاء میں تقسیم کیا جائے تو اس کا ہلکے سے ہلکا جز اس گناہ کے گناہ کے برابر ہوگا کہ ایک آدمی اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے"۔ (ابن ماجہ)

غور فرمائیں کہ سود سے بڑھ کر کون سا گناہ ہو سکتا ہے مگر ہمارے ملک میں اس کے خاتمہ کی طرف سنجیدگی سے کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ مزید برآں شیعہ حضرات کو زکوٰۃ وعشر سے مستثنیٰ کر کے اہل سنت کے ضعیف الایمان لوگوں شیعہ بننے کی ترغیب دی جا رہی ہے اور بنکوں کے سودی کھاتوں سے زکوٰۃ کاٹ کر زکوٰۃ کے پاک نظام کو پلید کیا جا رہا ہے۔

لہٰذا علمائے کرام سے بھی اپیل ہے کہ وہ اپنی دینی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتے ہوئے صدر مملکت کی توجہ مبذول کروائیں کہ وہ حسب وعدہ سود کا فی الفور خاتمہ کریں تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات حاصل کر سکیں۔

حدیث نبویؐ ہے :

عن عبد اللہ بن مسعودؓ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ماظہر فی قوم الزنی والربا الا احلوا بانفسہم عقاب اللہ۔

(رواہ ابو یعلی واسنادہ جید)

ترجمہ: جب کسی قوم میں زنا کاری اور سود خوری عام ہو جاتی ہے تو اس پر اللہ کے غضب کا نزول جائز ہو جاتا ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کی تحریک، وی سی آر اور مخلوط تعلیم نے زنا کاری کے دروازے کھول دیے ہیں جب کہ بنکوں اور بچت کی سکیموں نے سود کو عام کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب مختلف شکلوں میں ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے۔ چاہے یہ روس اور ہندوستان کی جنگی تیاریوں کی شکل میں ہو یا گرانی کے عذاب کی شکل میں۔ یا رشوت کے بازار کی شکل میں یا سفید پوش طبقے پر ظلم واستحصال کی شکل میں یا زلزلوں اور طوفانوں کی شکل یا خشک سالی اور قحط کی شکل میں یا کثرت باراں اور سیلاب کی شکل میں۔ یا مغرب کی ذہنی غلامی اور تمدنی نقالی کی شکل میں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کی توفیق دیں۔ آمین

۲۔ انعامی بانڈ کے اشتہارات نہ صرف عریانی کے فروغ کا باعث ہیں بلکہ قمار بازی کے کھلے عام دعوت دیتے ہیں

آج کل اخبارات میں "انعامی بانڈز، خوش بختی کی دستک" کے عنوان کے تحت اشتہارات دیے جا رہے ہیں۔ جس میں ایک خوبرو عورت کو سر پر بال بکھیرے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ وہ ایک مخصوص انداز میں کہہ رہی ہے۔ "اف خدایا! یہ میں نے کیا کیا۔ میرے پاس ایک ہزار روپے والے پانچ انعامی بانڈز تھے۔ کافی انتظار کے بعد بھی جب ان پر انعام نہ ملا تو میں نے ان پانچوں کو بیچ دیا۔ اگلی قرعہ اندازی میں ان میں سے ایک پر پانچ لاکھ روپے کا انعام نکل آیا۔ اگر میں نے یہ بانڈز نہ بیچے ہوتے تو یہ پانچ لاکھ میرے ہوتے ......

ایسے اشتہارات نہ صرف بے پردگی وعریانی کی دعوت دیتے ہیں بلکہ انعامی بانڈ جیسے میٹھے زہر کے ذریعے قوم کو قمار بازی کا عادی بنایا

جا رہا ہے۔ جو کہ ازروئے شریعت حرام ہے۔ اس کے برعکس ڈھنڈورہ یہ پیٹا جا رہا ہے کہ ہم اسلام کا معاشی نظام قائم کر رہے ہیں !!!

۳۔ ملازمین کی تنخواہ سے انکم ٹیکس اور پراپرٹی ٹیکس کا خاتمہ یا کمی کے لئے اسلامی نقطہ نظر سے ترمیم

یہ بات بالکل عیاں ہے کہ جب تک ہم لقمہ حلال نہیں کھاتے ہم میں اسلام نہیں آئے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے محصولات کا نظام بلا تاخیر اسلامی ہو جائے۔

حکومت ملک میں اسلام لانا چاہتی ہے تو صرف نوٹوں پر یہ لکھ دینے سے "رزق حلال عین عبادت ہے" مسئلہ حل نہیں ہو جاتا جب تک کہ حکومت اس کا عملی ثبوت نہ دے وہ اس طرح سود کا خاتمہ کر کے ملک کے محصولات کے نظام کو اسلام میں ڈھالنے، تجارت میں دیانتداری اور وعدہ پورا کرنے سے سودی نظام معیشت حلال نہیں ہو جاتا۔

ہمارے ملک میں کوئی بھی تاجر، دکاندار اور صنعت کار حلال کی روزی کما ہی نہیں سکتا کیونکہ ہمارا انکم ٹیکس کا نظام ہی کچھ اس طرح ہے۔

کیا اسلام یہ چاہتا ہے کہ ایک آدمی محنت کر کے ایک لاکھ روپے کمائے پھر اس میں سے حکومت کو ساٹھ ہزار روپیہ کے لگ بھگ دے دے۔ یہ تو حدیث نبویؐ کہ "مزدور کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو" کے واضح طور پر خلاف ہے۔ صرف اس لئے ہر دکاندار، تاجر اور صنعت کار حضرات نے تین تین کھاتے بنا رکھے ہیں اور محکمہ انکم ٹیکس سے مل کر حکومت کے پلے کچھ بھی پڑنے نہیں دیتے۔

ٹیکس جو بھی ہو وہ کنبہ کا لحاظ رکھتے ہوئے سالانہ بجٹ پر ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس دور میں ضروریات زندگی انتہائی مہنگی ہو چکی ہیں اور محدود آمدنی والوں کی حالت قابل رحم ہے۔

اس لئے حکومت سے درخواست کی جاتی ہے کہ :

۱۔ انکم ٹیکس کا اطلاق اٹھارہ ہزار روپے سالانہ آمدن سے بڑھا کر کم از کم تیس ہزار روپے سے زائد آمدن پر کیا جائے اور ملازمین کے لئے قابل تشخیص آمدن پر شرح کے مختلف مدارج میں بھی کمی کی جائے۔

۲۔ جن ملازمین نے اپنی رہائش کے لئے مکان بنائے یا خریدے ہیں ان سے پراپرٹی ٹیکس نہ لیا جائے یا کم از کم دونوں میں سے ایک ٹیکس انکم ٹیکس یا پراپرٹی ٹیکس لیا جائے۔ کیونکہ ٹیکسوں کا بار لوگوں کو بد دیانتی پر مجبور کرتا ہے۔

۳۔ افلاس اور استیصال کے خاتمہ کے لئے سود کا مکمل خاتمہ ضروری ہے۔ جس کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل حکومت کو یکم جولائی ۱۹۸۴ء سے مکمل خاتمہ سود کی سفارش کر چکی ہے۔

سودی نظام معیشت کھلے طور پر اللہ اور رسول کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ سب سے پہلے اس جنگ کو بند کرنا ہوگا کہ اسی سود نے پوری قوم کو گرانی کے عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے اندریں حالات ضروری ہے کہ حکومت اسلامی نظریاتی کونسل کی تجویز کردہ سفارشات کو عملی جامہ پہنائے اور ظلم اور رشوت جیسی لعنت سے معاشرے کو بچانے کی غرض سے رائج الوقت محصولاتی نظام (Fiscal System) میں مناسب تبدیلی لا کر اُسے شریعت کے تقاضوں کے ہم آہنگ کرے۔

نظامِ تعلیم

۱۔ ایران کی حالیہ مثال کو سامنے رکھتے ہوئے نصاب کی تدوین نو کی جائے

حالیہ علماء کنونشن بمقام اسلام آباد مورخہ ۴، ۵ جنوری ۱۹۸۴ء کے آخری روز وفاقی وزیر تعلیم نے ایران میں پہلی جماعت کے نصاب کی کتابیں سامعین کو دکھائیں۔ جن کو سرسری نظر دیکھ کر معلوم ہوا کہ عربی دینیات اور قرآن مجید کی تعلیم پہلی جماعت سے ہی دی جاتی ہے۔ اور دیگر مضامین میں بھی اسلام کی طرز فکر کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس سے بچے کو شروع سے ایمان کی پختگی نصیب ہو جاتی ہے کونسل یہ ضروری

سمجھتی ہے کہ ہمارے ہاں بھی تعلیمی نصاب ایسے ہی اسلامی انداز پر ہوں تا کہ ہماری نئی نسل کو اسلام سے وابستگی پیدا ہو اور وہ ایمان ویقین کی دولت کو حاصل کر کے نہ کہ گنوا کر درسگاہوں سے نکلیں۔

پاکستان میں موجودہ نظام تعلیم کا مقصد حصول معاش ہے جبکہ ہمارے اسلاف تعلیم کو انسانیت کی معراج کے طور پر حاصل کرتے تھے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے کے لئے نوجوانوں کے لئے اسلامی تعلیمی نظام کو بنیاد بنایا جائے۔

اسلامی نظریہ کی روشنی میں تمام علوم کے نصاب کی تدوین نو کا کام ہنوز باقی ہے جسے بلا تاخیر مکمل ہونا چاہیئے۔ صرف دینیات کا مضمون شامل کرنے سے تعلیم میں اسلامی فکر کا نفوذ نہیں ہو سکتا۔ سب سے زیادہ توجہ تربیت کی طرف دینے کی ہے۔ جس کا ابھی تک ہماری درسگاہوں میں فقدان ہے۔ نصاب کو اسلام کے اصولوں کے عین مطابق بنانے کے ساتھ ساتھ اساتذہ کے مقام (status) کو بلند کرنے اور ان کے اندر دینی فکر پیدا کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ سکول کے اساتذہ اور کالج کے لیکچراروں کو بغیر کسی تربیت دیئے ہوئے ملازمت پر لگا دیا جاتا ہے۔ جبکہ دوسرے محکموں مثلاً فوج، پولیس، سول سروس، اکاؤنٹ سروس وغیرہ میں نئے آنے والوں کو پہلے کم وبیش ایک سال تربیت دی جاتی ہے۔ اسی طرح ضروری ہے کہ سکولوں کے نئے اساتذہ اور لیکچراروں کو کم ازکم تین چار ماہ تک خصوصی تربیت دے کر ان کے مزاج کو اسلام کے اصولوں کے موافق بنا دیا جائے تا کہ وہ اپنے طلباء کے لئے مثال ثابت ہوسکیں۔

قوم کا فکر مند طبقہ محسوس کرتا ہے کہ پرائمری سکول سے بچوں کو استاد کی سرپرستی میں وضو، نماز اور دیگر اسلامی ارکان کی مشق کروائی جائے۔ کیونکہ صحیح قسم کی تدریس، تربیت اور رہبری کے بغیر دینی شعور اور ذہنی نشوونما مشکل ہی نہیں بلکہ ممکن ہی نہیں۔

پاکستان کے تعلیمی نظام میں طلباء کے اخلاق وکردار کی تنزلی ایک مجرمانہ غفلت کا نتیجہ ہے اس کا جلد تدارک نہ کیا گیا تو مستقبل میں ہم اسلامی تشخص کو مکمل طور پر کھو بیٹھیں گے۔ لہٰذا حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ طلباء اور اساتذہ کی ذہنی (دینی) تربیت کے لئے خصوصی اقدامات کئے جائیں۔

۲- مینا بازاروں کے انعقاد کی آڑ میں فحش رجحان کا تدارک کیا جائے

پاکستان میں آج کل زنانہ تعلیم گاہوں اور زنانہ تنظیموں کی طرف سے مینا بازار لگانے کا ایک سیلاب آیا ہوا ہے۔ مینا بازاروں میں فیشن پرستی اور نعیشات کی نمائش اور خرید وفروخت ہوتی ہے۔ نیز ان میں مردوں کو بھی داخلہ کی اجازت ہوتی ہے۔ عورتوں اور لڑکیوں کے ان اجتماعات میں مردوں کے داخلہ سے مرد وزن کے اختلاط کی حامی عورتوں اور غنڈہ عناصر کی وجہ سے طوفان بدتمیزی کے واقعات کی اخبارات میں خبریں شائع ہوتی ہیں۔ ان سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اسلام دشمن عناصر موجودہ حکومت کی نفاذ اسلام کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے کے لئے مینا بازاروں کے انعقاد کی آڑ میں فحش پرستی اور مرد وزن کے اختلاط کو عام کر رہے ہیں جو معاشرہ میں اخلاقی بے راہ روی کو فروغ دینے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ لہٰذا مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اس کا مناسب سدباب کیا جائے۔ ان مینا بازاروں میں مردوں کا داخلہ قطعی ممنوع قرار دیا جائے۔ خواتین کے ہمراہ آنے جانے والے مردوں کو بھی داخلہ کی اجازت نہ دی جائے۔

اگر مینا بازاروں کی آمدنی جیسا کہ منتظمین دعویٰ کرتے ہیں، غریب اور مستحق طلبا کی مالی امداد پر لگاتے ہیں تو حکومت ان کے منتظمین سے باقاعدہ حساب لے کر انہی کے منتخب نادار لوگوں پر تقسیم کروانے کا بندوبست کرے۔

۳- وڈیو گیمز پر پابندی لگانے کی ضرورت جیسا کہ مغربی جرمنی، سنگاپور، سعودی عرب وغیرہ میں عائد ہے

وڈیو گیمز (Video Games) ایک شطرنج نما کھیل ہے جس سے دینی احکامات سے غفلت کے علاوہ نوجوانوں کا قیمتی وقت اور سرمایہ بھی ضائع ہوتا ہے۔ (ایک کھیل کا جس کا ٹکٹ دو روپے ہے، پانچ منٹ سے بیس منٹ تک کھیلا جا سکتا ہے) وقت اور سرمایہ کے ضیاع کے علاوہ ان کی بینائی پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔ پہلے تی ٹی وی کیا کم تھا کہ اب دھڑا دھڑ میوزک سنٹر اور وڈیو گیمز کی دکانیں کھل رہی ہیں۔ بچے سکولوں سے بھاگ بھاگ کر وڈیو گیمز کی طرف لپک کر آتے ہیں۔ پڑھائی سے رہ جاتے ہیں۔ نقل کر کے پاس ہونا چاہتے ہیں، پکڑے جاتے ہیں، سکول سے نکالے جاتے ہیں۔ پھر ماں باپ کے لئے عذاب بنتے ہیں۔ جب اس قوم کی اور خاص طور پر نئی پود کی صحیح اسلامی تعلیم وتربیت نہ کی گئی تو نفاذ اسلامی نظام کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کو سمجھنے کے لئے عقل کی بہت زیادہ ضرورت ہو۔

دینی اور سماجی حلقوں کی طرف سے اس کھیل پر پابندی لگانے کے لئے کافی عرصہ سے مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ مگر مقام حیرت ہے کہ اس کو ختم کرنے کی بجائے اس کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے اور حالیہ اطلاعات کے مطابق حکومت آمدن حاصل کرنے کی غرض سے اس پر ٹیکس لگانے پر غور کر رہی ہے حالانکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ وڈیو گیمز کی لعنت سے ملک کو پاک کیا جائے۔ جس سے نہ صرف یہ کہ قمار بازی کا دروازہ کھل گیا ہے بلکہ قوم کے نوجوانوں کا وقت اور ذہنی صلاحیت بڑے پیمانے پر بے جا صرف ہو رہی ہے۔

وڈیو گیمز ایک میٹھا زہر ہے جس سے نوجوانوں میں قمار بازی کی طرف رجحان پیدا ہو رہا ہے۔ لہٰذا اس کھیل پر مکمل پابندی لگائی جائے اور وڈیو گیمز کا کاروبار چلانے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے کیونکہ وڈیو گیمز معاشرہ کی سماجی اور اخلاقی اقدار پر منفی اثرات مرتب کر رہے ہیں۔ بچوں کے اخلاق بگڑ رہے ہیں۔ اس لئے قوم کو اس لعنت سے نجات دلانے کی فوری ضرورت ہے تا کہ اسلامی اقدار کا تحفظ ہو سکے۔

۴- تعلیمی اداروں کے نصاب میں مسائل واحکام نماز شامل کرنے کی ضرورت

اسلام کے بنیادی ارکان میں نماز قائم کرنے کی اہمیت وافادیت اور نماز نہ قائم کرنے والوں کے لئے سخت وعید سب لوگوں پر عیاں ہے۔ مگر مسائل ضروریہ سے عدم واقفیت کی وجہ سے ملک میں ایسی مضحکہ خیز صورت حال پیدا کر دی ہے جس سے اسلام کے بنیادی عقائد پر ضرب لگی ہے۔ ایسے مسلمانوں کی تعداد بکثرت پائی جاتی ہے جو نماز تو ادا کرتے ہیں مگر فرائض، سنن، مستحباب اور منکرات سے قطعی طور پر ناواقف ہوتے ہیں کہ:

"رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی!"

مغربی طرز کی بود وباش رکھنے والے بالاکثر افراد ایسے پائے جاتے ہیں جن کا لباس اور بدن اسلامی نقطۂ نظر سے ناپاک رہتا ہے۔ غسل، جنابت اور وضو کے صحیح طریقہ کا علم ہی نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں نماز کس طرح صحیح ادا ہو سکتی ہے؟ اس ضمن میں مطالبہ کیا جاتا ہے کہ:

"تعلیمی اداروں میں نماز کے مسائل کا نصاب لازمی شامل کیا جائے۔ تحریری اور زبانی امتحان میں ناکام ہونے والے طلباء اور طالبات کو سالانہ امتحانات میں کامیاب قرار نہ دیا جائے۔"

مزید برآں حکومت ایک اعلامیہ کے ذریعے تمام فرقوں کے خطباء اور آئمہ کرام کو کم ازکم دو ماہ کی مدت کے لئے ملک کی تمام مساجد میں تقاریر کا سلسلہ منقطع کر کے محض غسل، وضو، نماز جنازہ کے مسائل بھی بیان کریں۔ اور چھوٹے چھوٹے ٹولوں کی شکل میں افراد کو اکٹھا کر کے نمازیں

(باقی ۱۰ پر)

انصار و مہاجرین کی مواخات

انسانی تاریخ کا اپنی نوعیت کا واحد واقعہ

ابوالسیف علوی

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :—

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ .... تا اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ (انفال) (صدق اللہ العلی العظیم)

محترم حضرات و معزز خواتین!

نبی مکرم رسول رحمت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب ہجرت فرما کر مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو آپ کے سامنے جو بڑے بڑے اہم مسائل تھے۔ ان میں سے ایک مسئلہ ان مہاجرین کی آبادکاری کا تھا جو اپنا گھربار چھوڑ کر، اثاثے اور جائیدادیں قربان کر کے کس مپرسی و بے چارگی کے عالم میں مدینہ منورہ آئے تھے یہ حضرات اس ہجرت و مہاجرت میں انتہائی مخلص تھے۔ انہوں نے اتنی بڑی قربانی اللہ رب العزت کی رضا کے لیئے دی تھی کسی معاوضہ وصلہ کے وہ متمنی نہ تھے لیکن حضور علیہ السلام خود محسوس فرماتے کہ ان کی باعزت اور باوقار آبادکاری وہ بنیادی فرض ہے جس کی ادائیگی ہر حال میں لازم ہے — مستقبل کی تاریخ میں ایسے واقعات پھر بھی ظہور پذیر ہوسکتے تھے۔ اگر اس موقعہ پر رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم اس مسئلہ کو نہ سلجھاتے تو آنے والی نسلیں اس معاملہ میں رہنمائی سے محروم رہتیں۔ نبی کریم علیہ السلام اس مسئلہ سے غافل نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے اولین فرصت اس مسئلہ کو سلجھایا۔ اور اس طرح کہ دیکھتی آنکھوں ہر شخص وقار کے ساتھ زندگی گذارنے لگا۔

مواخات

حدیث و سیرت کی کتابوں میں اس مسئلہ کے حل کے عملی طریق کو "مواخات" کا عنوان دیا گیا ہے۔ جس کا معنی ہے بھائی چارگی، باہمی اخوت،

صورت یہ تھی کہ حضور علیہ السلام کے جو ارباب تعلق تھے وہ اصولی طور پر تو ایک ہی خدا، ایک ہی کتاب اور ایک ہی ضابطہ حیات کے ماننے والے تھے۔ رسولِ رحمت نے ان کا ذوق و مسلک یہی متعین کیا تھا لیکن وہ اس اعتبار سے دو گروہوں میں منقسم تھے، ایک گروہ وہ تھا جو قدیم سے مدینہ منورہ کے باشندے تھے اس گروہ کو انصار کہا جاتا ہے — دوسرا گروہ وہ تھا جو مکہ معظمہ سے آکر یہاں آباد ہوا تھا اس کا اصطلاحی نام مہاجرین ہے۔ انصار قدیم سے زراعت پیشہ لوگ تھے جب کہ مہاجرین کا ساری عمر کا مشغلہ تجارت تھا۔ لیکن اب نہ ان کی

تجارت تھی نہ کچھ اور تھا، وہ راہِ خدا میں اپنا سب کچھ تج چکے تھے۔ جناب نبی کریم علیہ السلام نے "مواخات" کا طریقہ اختیار کرکے اس مسئلہ کو اس طرح حل کیا کہ ایک مہاجر اور ایک انصار کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔

قرآن عزیز کی جو آیات تلاوت ہوئیں یہ سورۃ انفال کی آخری آیات ہیں ان میں انہی دو طبقات کی طرف توجہ دلائی گئی —— ترجمہ ملاحظہ فرمائیں :—

"اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور لڑے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی ہیں سچّے مسلمان، ان کے لئے بخشش ہے اور روزی عزت کی۔ اور جو ایمان لائے اس کے بعد اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے تمہارے ساتھ ہو کر، سو وُہ لوگ بھی تمہیں میں ہیں اور رشتہ دار آپس میں حقدار زیادہ ہیں ایک دوسرے کے اللہ تعالیٰ کے حکم میں تحقیق اللہ ہر چیز سے خبردار ہے۔" (حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ)

ادھر سورۃ حشر میں اللہ رب العزت نے ان انصار کا ذکر کیا جنہوں نے اللہ رب العزت کی رضا کے لئے اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا:

"اور جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں اور ایمان میں ان سے پہلے سے وہ محبت کرتے ہیں اس سے جو وطن چھوڑ کر آئے ان کے پاس اور نہیں پاتے اپنے دل میں تنگی اس چیز سے، جو مہاجرین کو دی جائے۔ اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اگرچہ ہو اپنے اوپر فاقہ، اور جو بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے تو وہی لوگ ہیں مراد پانے والے۔" (شیخ الہندؒ)

علماء کے نزدیک اس گھر سے مراد مدینہ منورہ ہے جہاں انصار آباد تھے اور مہاجرین چل کر آئے تھے۔ آیت میں مراد انصار ہی ہیں جنہوں نے ہجرت سے دو تین سال قبل مختلف اوقات میں مکہ معظمہ جا کر نبی کریم علیہ السلام سے بیعت کر لی تھی۔ ان لوگوں کی تعداد ملا جلا کر سَو کے لگ بھگ بنتی ہے۔ پھر حضور علیہ السلام نے ہجرت سے قبل ایک صحابی حضرت جبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو وہاں معلّم بنا کر بھیج دیا تھا ان کی تبلیغی مساعی سے کئی اور حضرات مسلمان ہوگئے تھے۔ انہی کا ذکر کیا کہ وہ نہایت محبت کے ساتھ مہاجرین سے پیش آتے ہیں ان کی خدمت کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے اموال میں انہیں برابر کا شریک کر لیا ہے اور ان کے مخصوص حالات کے پیش نظر حضور علیہ السلام اگر انہیں کچھ عنایت کریں تو انصار تنگ دل نہیں ہوتے حتیٰ کہ وہ اپنی جانوں پر تکلیف برداشت کر کے مہاجرین کی خدمت کرتے اور مہمان نوازی کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ (ملخص تفسیر عثمانی)

مواخات کی عملی شکل

حضور علیہ السلام نے ایک مہاجر ایک انصار کے سپرد کر دیا۔ ابتدائے اسلام میں یہ حضرات ایک دوسرے کے وراثت تک میں شریک تھے۔ اس کی تفصیل استاذ مکرم حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی قدس سرہٗ کی نہایت مستند کتاب سیرت المصطفیٰ میں ہے جو انہوں نے حضور علیہ السلام کی سیرت مطہرہ پر اس طرح لکھی کہ کوئی بات قرآن و حدیث کے بغیر نہیں۔ لیکن بعد میں باہمی وراثت کا سلسلہ موقوف کر کے مطلق بھائی چارگی باقی رہنے دی گئی اور وراثت کے

حقدار ہر کسی کے عزیز و رشتہ دار قرار پائے ـــــــ انصار نے اگر اس حد تک ایثار کیا کہ اپنے مکانات، حویلیاں اور سب کچھ نصف نصف کر کے اپنے مہاجر بھائیوں کے سپرد کر دیا تو مہاجرین نے بھی کم غیرت مندی کا ثبوت نہیں دیا۔ انہوں نے اوّل تو اپنے انصاری بھائیوں پر اس طرح بوجھ بننا گوارا نہ کیا اور زراعت کے کام سے واقف نہ ہونے کے باوجود ان کے کام میں بھرپور محنت و مشقت سے ان کا ہاتھ بٹایا ــــ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجر تھے، ان کی مواخات حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ جناب سعد کے گھر میں دو بیویاں تھیں. اللہ کے کروڑوں سلام ہوں ان پر کہ انہوں نے اس حد تک ایثار کرنے کی پیش کش کی کہ اپنی ایک بیوی کو اپنے سے الگ کرنے کی خواہش ظاہر کی تاکہ حضرت عبدالرحمٰن اس سے شادی کر لیں یہ الگ بات ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن نے اس پیش کش کو بصد شکریہ واپس کر دیا۔ بعض مہاجر حضرات انصاری بھائیوں کے زراعتی کام میں ممد و معاون بن گئے۔ بعض نے چھوٹا موٹا کاروبار شروع کر دیا۔ کہ وہ قدیم سے تجارت پیشہ تھے اور بعض نے ملازمت اختیار کر لی۔ چونکہ مدینہ منورہ میں یہودی بہت تھے، ان کے باغات تھے، انہیں سیراب کرنے کے لئے انہیں مزدوروں کی ضرورت ہوتی ــــ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم) کے رفقاء گرامی اس سے کوئی عار محسوس نہ کرتے اور بصد خوشی مزدوری کر کے اپنا پیٹ بھی پالتے، اسلامی سرگرمیوں میں چندہ بھی دیتے اور ہر طرح کی خدمت کرتے۔

فراستِ نبویؐ کا کمال

فراستِ نبویؐ کے اس کمال کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ مدینہ منورہ میں مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل ہو گیا جلد ہی لوگ سکون کے ساتھ بس گئے اور طمانیت و سکون کے ساتھ اپنے مذہبی، دینی اور قومی کاموں میں لگ گئے۔

ہم نے بھی ۱۹۴۷ء میں "ہجرت" کا تماشہ دیکھا، اور اس کے بعد بھی کئی تماشے دیکھ رہے ہیں جس کے ہاتھ جو لگتا ہے وہ لے اڑتا ہے، خدا خوفی قومی وقار، ایثار و قربانی اور باہمی ہمدردی کا جذبہ سرے سے مفقود ہے۔ انسان ہے کہ وہ بھیڑیوں کی فطرت اختیار کر کے دوسرے کو نگل جانے کی فکر میں ہے اور ہر بڑی مچھلی چھوٹی کے درپے ہے ــــــ محکمہ بحالیات بنا، وزارت بنی، مرکز میں، صوبوں میں لیکن مسئلہ آج تک حل نہ ہو سکا۔ کئی ایسے ہیں جن کے مکانات، کوٹھیوں، دکانات، مارکیٹوں اور پلاٹوں کا حساب نہیں اور کئی ایسے ہیں جو جھونپڑی کو ترستے ہیں ۳۷ برس کے بعد بھی مسائل کا سلسلہ ایسے ہی ہے اور یہ نتیجہ ہے رسولِ کریم (صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم) کی تعلیمات کو بھلا دینے اور صحابہ کرام رضؓ کے عمل و کردار سے انحراف کا ــــ!

عزیزو! سکون چاہتے ہو، طمانیت مطلوب ہے تو ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے ــــ فَاتَّبِعُونِی ــــــ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم) کی اتباع ــــ ع

بمصطفیٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست

رب العزت اپنے فضل بے پایاں سے رسول محترم کی تعلیمات پر عمل کی توفیق دے۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہِ رب العالمین!



تحقیق کی کسوٹی پر

مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی
کے قلم سے

جمعہ یا اتوار

یہودی آج بھی ہفتہ کو چھٹی کرتے ہیں

ستائیسویں شب، ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ کو پاکستان کے قیام اور ہماری آزادی کا اعلان ہوا۔ مسلمانوں کے نزدیک رمضان برکتوں اور رحمتوں سے بھرا ہوا مہینہ ہے اور اس کی ستائیسویں رات کو عام طور پر ماہ مبارک رمضان کی سب سے زیادہ بابرکت رات سمجھا جاتا ہے۔ شاید اسی لئے مسلمانوں نے اپنے ملک کی تاسیس کے لئے یہ رات اور یہ خوشگوار نتیجہ اور ان کی دیرینہ تمناؤں کا میٹھا پھل تھا۔ اس کی تاسیس کے لئے مسلمان اپنے عقیدہ کے مطابق مبارک مہینہ کی مبارک رات ہی کا انتخاب کر سکتے تھے۔ اور انہوں نے یہی کیا۔

یہ محض اتفاق تھا کہ گریگوری کلینڈر سے اس دن اگست ۱۹۴۷ء کی چودھویں تاریخ تھی۔ جب دوسرے سال یوم آزادی منایا گیا تو ۲۷ رمضان کو نہیں بلکہ ۱۴ اگست کو منا گیا۔ اس میں کیا مصلحت تھی، کوئی بڑی اونچی بات رہی ہوگی۔ اتنی اونچی کہ آج تک اس کی مصلحت کسی کی سمجھ میں نہ آسکی۔ یہ مسلمان جو اپنے سارے تہوار چاند کے مہینوں سے مناتے ہیں، شہادت حسینؓ کا دن قمری مہینہ سے مناتے ہیں۔ یوم بدر، یوم فتح مکہ اور میلاد و وفات رسولؐ قمری مہینوں اور تاریخوں سے منایا کرتے ہیں۔ خدا جانے اپنی آزادی کا دن عیسوی تاریخ ۱۴ اگست کو کیوں منانے لگے۔ شاید دنیا میں کوئی ایسی قوم موجود نہیں جس کے نزدیک اگست کی ۱۴ تاریخ کو کوئی تقدس وا متیاز حاصل ہو۔ لیکن ہم ہیں۔ کہ ۱۴ اگست ہی کو یوم آزادی مناتے ہیں۔

ہفتہ وار تعطیل

یہی حال ہفتہ وار تعطیل کا ہوا. ہفتہ وار تعطیل کا دن ابتداء ہی سے مسلمانوں کے نزدیک جمعہ کا دن رہا ہے۔ اور آج بھی باستثنائے ایک یا دو، مسلمانوں کے تمام ممالک میں جمعہ کو ہی تعطیل ہوتی ہے لیکن اکثر اسلامی ممالک میں انگریزوں کی یادگار اتوار کی تعطیل کا طریقہ اب بھی رائج ہے، ۱۹۴۷ء بلکہ ۱۹۵۶ء تک جبکہ تمام ریاستوں کے انضمام کا کام تکمیل کو پہنچا ہندوستان و پاکستان کے ان تمام علاقوں میں جن کا نظم و نسق مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھا۔ ہفتہ وار تعطیل کا دن جمعہ ہی کا دن تھا۔ مثلاً حیدر آباد دکن، بھوپال رام پور وغیرہ ہندوستانی ریاستوں اور بہاول پور، خیر پور، قلات وغیرہ پاکستانی ریاستوں میں ہفتہ وار تعطیل جمعہ ہی کے دن ہوتی تھی اور زمانہ، نا یادگار سے یہی طریقہ رائج تھا۔ مگر جب حکومتِ پاکستان نے ان ریاستوں کو قومی ترقی اور یکسانی نظم و نسق کے لئے ختم کر کے براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لیا تو جمعہ کی تعطیل کا طریقہ بھی ختم کر دیا گیا۔ ہفتہ وار تعطیل اتوار کے دن ہونے لگی۔ اور اب اتنے دنوں میں جمعہ کی تعطیل کا معاملہ کم از کم ہمارے لئے تو بھولی بسری بات ہو جاتی، اگر پچھلے دنوں ہماری قومی اسمبلی میں جمعہ اور اتوار زیر بحث نہ آجاتے۔

اب جب کہ یہ سوال زیر بحث آ ہی گیا ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اتوار اور جمعہ سے متعلق کچھ مختصر سا تاریخی پس منظر پیش کر دوں شاید اس بحث کے سمجھنے کے لئے ہمیں اس طرح کچھ روشنی میسر آجائے میں کوشش کروں گا کہ تحریر میں غیر ضروری تفصیلات نہ آنے پائیں جو لوگ زیادہ تفصیل کے طلبگار ہوں انہیں محولہ زیریں کتابوں کی طرف رُجوع کرنا چاہیئے۔

ماہ و روز

ابتدائً مہینوں کا حساب چاند ہی سے ہوتا تھا۔ سورج کی گردش سے مہینہ اور سال کا حساب بہت دنوں کے بعد شروع ہوا ہے۔ اہلِ

تاریخ کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ دنیا کی اکثر زبانوں میں مہینہ کے لئے جو لفظ ہے وہ اس زبان میں چاند کے لفظ سے مشتق ہے۔ مثلاً ماہ، شہر، منتھ (مون)، ماس، آئے، فارسی، عربی، انگریزی، سنسکرت اور ترکی کے الفاظ ہیں جن کے معنی ہیں مہینہ اور یہ سارے ہی الفاظ چاند کے لئے ان زبانوں میں جو الفاظ ہیں، ان ہی سے بنائے گئے ہیں۔

مقدّس اتوار

ہفتہ کے سات دن اور ان کے نام اہلِ بابل کا کارنامہ ہے یہ مظاہر پرست تھے۔ آفتاب ان کا سب سے بڑا دیوتا تھا۔ صرف اہلِ بابل ہی نہیں بلکہ دنیا کی تقریباً ہر دیو مالا میں مظاہر پرستی کا یہ نشان موجود ہے۔ زمین مقدس اور عمومی ماں اور آفتاب ساری کائنات کا بزرگ اور قادر و توانا باپ، بابل کے فرمانروا نمرود زمین پر آفتاب کا نائب اور مدعی الوہیت اور مصر کے بادشاہ فرعون دنیا میں نیر اعظم آفتاب کے فرزند ہونے کی بنا پر خدائی کے دعویدار دکھائی دیتے ہیں۔

غرض یہ کہ زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت پہلے ہی بابل والوں نے چاند کی ۲۸ منزلوں کو دنیا کے چار عنصر آب و آتش خاک و باد پر تقسیم کر کے سات سات دنوں کے چار ہفتے مقرر کر لئے تھے۔

اس کے بعد انہوں نے ان سات دنوں کے نام رکھے، سب سے پہلا دن اپنے سب سے بڑے معبود کے نام پر رکھا۔ دوسرا مادر گیتی کے فرزند اول چندر مان دیوتا کے نام پر اور اسی طرح اپنے آسمانی دیوتاؤں مریخ، زہرہ، مشتری اور عطارد کے نام پر باقی دنوں کے نام رکھ لئے۔ اب آخری دن جو ساتواں دن تھا، اس کا نام سب سے دور افتادہ سیارہ اور اپنے جلالی دیوتا زحل کے نام پر رکھ کر اسے منحوس اور نہایت بُرا دن قرار دے دیا۔ ذرا ان کے اس کارنامہ کا دیرپا اثر تو دیکھئے، آج تک لوگ ان دنوں کو ان ہی ناموں سے موسوم کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان کے ناموں کو دیکھئے، سن ڈے (اینوار) سورجمان دیوتا کا دن، من ڈے یا مون ڈے (سوموار) چندر مان دیوتا کا دن اور اسی طرح سنحوس ڈے سٹرڈے راسٹرن ڈے (سینیچر وار یعنی ستارہ زحل کا دن اور حد تو یہ ہے کہ آج بھی بُت پرست قوموں میں سینیچر کا دن منحوس دن ہے۔ اُردو میں سینیچر لگنا اور سینیچر ہونا نحوست واقع ہونے کے لئے ہندوؤں کے عقیدہ ہی کی وجہ سے مستعمل ہے۔ محسن کاکوری کے مشہور قصیدہ لامیہ کا شعر ہے۔ ؎

ڈوبنے جاتے ہیں گنگا میں بنارس والے
نوجوانوں کا سنیچر ہے یہ بوڑھا منگل

اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت سے پہلے صدیوں منازل قمر کے چار ہفتہ کے سات دنوں کے نام مقرر ہو چکے تھے۔ اور یہ رواج بھی قائم ہو چکا تھا کہ اتوار کو آفتاب کا دن قرار دے کر مقدس دن سمجھا جائے۔ اور اس دن کو پوجا پاٹ کے لئے مخصوص کیا جا چکا تھا۔

ہندوستان میں

آریا ہندوستان میں تقریباً ۱۲، ۱۵ سو سال قبل مسیح آئے اور جب آئے تو اپنے ساتھ سومیریون اور بابل والوں کے بہت سے معتقدات اور رسوم بھی لیتے آئے۔ آریوں سے پہلے جو اقوام ہندوستان میں بستی تھیں ان کے متعلق ہماری معلومات اتنی کم ہیں کہ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اتوار کے دن کو وہ کیا اہمیت دیتے تھے۔ ہمیں نہیں معلوم البتہ یہ معلوم ہے کہ آریا جب ہندوستان میں آئے تو دنوں کے نام اور اتوار کے تقدس کا اعتقاد دونوں اپنے ساتھ لائے بلکہ زحل کے منحوس ہونے کا وہم بھی ان کے ساتھ ہی آیا۔ ہندوؤں کی دیو مالا اور سوریا نارائن کے نام کی شاعری اس حقیقت کی شاہد ہے۔ اس کے بعد وسط ایشیا، سے سیتھین اٹھے اور ہندوستان میں فاتحانہ داخلہ کے بعد فخریہ لقب راجپوت کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان میں سے ایک خاندان نے اپنا مورث اعلیٰ آفتاب عالمتاب کو قرار دیا۔ اور سورج بنسی کے لقب سے ملقب ہوا۔ دوسرے خاندان نے جب حکومت ہاتھ میں لی تو اس نے اپنا نسب نامہ چاند سے جا ملایا۔ اور چندر بنسی کہلایا۔ حالانکہ نسلاً یہ لوگ ترک تھے۔ سورج کی پرستش کا ان میں عام رواج تھا۔ اور اسی نسبت سے اتوار کو جو سورج کے نام سے موسوم ہے۔ ان میں پوجا پاٹ کے لئے مقدس دن سمجھا تھا۔ اتوار کو سورج کے ایک ہزار نام کی جپ ہوا کرتی تھی۔

ایران میں

ایران میں آتش پرستی بھی آفتاب پرستی ہی سے پیدا ہوئی۔ آگ کو حرارت نسبت کی وجہ سے اتوار کے دن کو تقدس کا مقام حاصل ہو گیا۔ اس دن کو روز مہر کہنے لگے۔ اور اس کے مقررہ موکل کو آذر کا نام دیا گیا۔

بنی اسرائیل

بنی اسرائیل مصر میں آفتاب کی پرستش اگر نہیں بھی کرتے ہوں پھر بھی فرعون (یعنی فرزند آفتاب) کی خدائی میں رہتے تھے۔ اور

اتوار کے تقدّس اور اس کے اہمیت کے عادی تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں فرعون کے مظالم سے نجات بخشی اور یہ لوگ جزیرہ نمائے سینائی میں آبسے تو انہیں حکم توحید خالص ہی کا دیا گیا تھا اور حکم یہ دیا گیا تھا کہ سورج اور چاند کو اپنا پروردگار نہ مانیں بلکہ اللہ وحدہ لاشریک کو اپنا خالق و رازق سمجھیں۔ لیکن یہ قوم سخت متلون مزاج تھی۔ بائبل میں عہد عتیق کی مقدس کتابیں اس پر شاہد ہیں کہ یہ بادجود ممانعت کے بار بار شرک و بت پرستی میں مبتلا ہوتے اور اس کی سزا پاتے رہے۔ ابھی فرعون کے مظالم سے نجات پائے ہوئے بہت دن نہیں ہوئے تھے کہ بنی اسرائیل نے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ شروع کر دیا کہ دوسری قوموں کی طرح ہمارے لئے بھی بُت بنا دیجئے کہ ہم ان کی پوجا کیا کریں (۳) اس وقت تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو جھڑک دیا اور خدا کے غضب سے ڈرایا۔ لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ جل جلالہ کی طلب پر چالیس دن کے لئے کوہ طور پر تشریف لے گئے تو بنی اسرائیل نے اپنے لئے ایک بچھڑے کی شکل کا بت بنا ہی لیا اور اس کی پوجا کرنے لگے۔ (۱)

السبت

بنی اسرائیل کو توحید خالص کا حکم دیا گیا تھا۔ اس لئے اتوار کے دن کی تعطیل اور اس کا تقدس ان کے لئے کسی طرح مناسب نہ تھا۔ یہ آفتاب پرستوں کا طریقہ تھا۔ انہیں جمعہ کے دن کو مقدس اور عبادت کا دن قرار دینے کی تعلیم دی گئی مگر وہ اختلاف کرنے لگے اور بت پرستوں کے طریقہ پر قائم رہ کر اتوار کے دن کی تعطیل و تقدیس پر مصر رہے تو خداوند تعالےٰ نے ان کو سزا یہ دی کہ ہفتہ کا وہ آخری دن جو بُت پرستوں میں منحوس دن سمجھا جاتا تھا۔ ان کے لئے عبادت کا اور تعطیل کا دن قرار دیا گیا۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر اس طرح ہے۔

انما جعل السبت علی الذین اختلفوا فیہ۔

سینیچر کا دن تو ان ہی لوگوں پر مقرر کیا گیا تھا جنہوں نے اس میں اختلاف کیا۔

اور حدیث میں ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود کو بھی جمعہ ہی کے دن کا حکم دیا گیا تھا مگر یہود نے اس سے اختلاف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کی طرف ہدایت فرمائی۔

سبت کے لفظی معنی قدیم عبری، سریانی، سنسکرت اور قدیم دری زبانوں میں سات کے ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ ہفتہ کا ساتواں دن تھا۔ اس لئے اس کا نام یوم السبت ہو گیا۔ اور چونکہ یہود اس دن کوئی کام نہیں کرتے تھے بلکہ محض بیکاری اور آرام کا دن سمجھتے تھے۔ اس لئے زمانہ بعد میں اس لفظ کے معنی آرام و سکون کے قرار پائے اور عربی میں اب تک اس کے یہی معنی ہیں۔

یہود اگرچہ بار بار سبت کے حکم کو توڑتے بھی رہے۔ لیکن عام طور پر وہ اکثر زمانہ میں اس کے پابند رہے اور اس بے اعتدالی کے ساتھ پابند رہے۔ کہ اکثر زمانوں میں انہوں نے سینیچر کے غروب آفتاب تک نماز کی بھی چھٹی کر دی اور تعطیل کو محض تعطیل قرار دیا۔ لیکن یہودیوں کے سبت کا اثر نسل یہود سے باہر کسی پر نہیں پڑا۔ بظاہر اس کے دو وجوہ تھے۔ ایک تو ان کا نسلی غرور اور دوسری وجہ ان کی سیاسی درماندگی تھی۔ یہودیوں کی سلطنت کا رقبہ تاریخ کے کسی دَور میں بہت وسیع نہیں ہو سکا۔ انتہائے عروج میں بھی بنی اسرائیل کی حکومت چند ہزار مربع میل رقبہ سے نہ بڑھ سکی۔ ظاہر ہے کہ اتنی چھوٹی حکومت چاہے بڑی ہی متمدن ہو سطح ارضی کے بہت بڑے حصّہ کو متاثر نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں یہودیوں کے سوا دنیا کی اور کسی قوم میں سبت کا تصور نہیں ملتا۔

دین مسیحی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے اور صرف ان ہی کی طرف مبعوث کیے گئے تھے۔ مسیح علیہ السلام نے خود فرمایا ہے۔

”میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی
بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا“

اس لئے ان پر جدید احکام نازل نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے توریت کے کسی حکم کو منسوخ فرمایا۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں
کو منسوخ کرنے آیا ہوں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں“۔

ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے سب کے سب یوم السبت کے پابند تھے اور ہمیشہ پابند رہے۔ آفتاب پرستوں کے مقدس دن یعنی اتوار کی تقدیس کا خیال بھی ان بزرگوں کے حاشیہ خیال میں نہیں آسکتا تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد بلکہ بہت بعد مقدس علمائے مسیحیت کو یہود کی طرف سے شدید مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور یہود سے مایوس ہو کر اپنے دائرہ تبلیغ کو بنی اسرائیل سے باہر دوسری بُت پرست اقوام تک پھیلانا پڑا، تو یہودیوں نے اب اور زیادہ

شدت کے ساتھ ان کی مخالفت کی۔ انہوں نے بُت پرستوں کی دلداری کے لیے ان کے عقائد و اعمال میں سے بہت سی باتیں اختیار کر کے اپنے لئے حمایتی پیدا کیے، اس طرح دینِ مسیحی میں تثلیث، کرسمس، ختنہ کی مخالفت، خنزیر کی حلت اور اتوار کے دن کی تقدیس وغیرہ بہت سی باتیں آگئیں۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود عیسائیوں نے سبت کو چھوڑ کر اتوار کی فضیلت قبول نہیں کی۔ اس کے لیے کلیسا کے فتاویٰ اور بادشاہوں کے جبری حکمناموں کا سہارا لیا گیا۔ لیکن سارے عیسائیوں نے اسے کبھی قبول نہیں کیا۔ آج بھی عیسائی فرقوں میں سے بعض فرقے سنیچر کے دن کو سبت مناتے ہیں اور اتوار کی اہمیت سے انکار کرتے ہیں۔

سنیچر کی بجائے اتوار کے دن کو تقدیس عطا کرنے کے لئے جو متعدد کوششیں تاریخ کے مختلف ادوار میں ہوتی رہی ہیں، ان میں سے یہ چار بطور نمونہ پیش ہیں۔

۱۔ ۳۰۵ء میں ایلبری کونسل نے ایک تجویز اس مضمون کی منظور کی، مگر مسیحیوں کی ایک بڑی جماعت نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

۲۔ ۳۲۱ء قسطنطین اعظم نے ایک فرمان شاہی نافذ کیا، پھر بھی سچے مسیحیوں نے اسے قبول نہیں کیا۔

۳۔ ۳۶۳ء میں لیدیا کی کونسل نے ایک تجویز کے ذریعہ سنیچر کے دن کام کاج کی اجازت دی، پھر بھی مسیحیوں نے نہیں مانا۔

۴۔ ۷۸۹ء (مطابق ۱۷۳ ہجری) میں چارلس میگنز ڈگری کے ذریعہ اتوار کے دن کو ہفتہ وار تعطیل کا مقدس دن قرار دیا گیا اور جبر و قہر کے ساتھ اس حکم کو نافذ کر دیا گیا۔ لیکن اس پر بھی بہت سے مسیحیوں نے اس حکم کو تسلیم نہیں کیا اور وہ آج تک ساتویں دن یعنی سنیچر کے دن ہی کو مقدس سبت قرار دیتے ہیں۔

جمعۃ المبارک

عرب کے صوبۂ حجاز میں جو لوگ بستے تھے وہ حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد تھے اور انہیں اپنے اس نسب نامہ پر ناز تھا۔ وہ ابتداء سے چوتھی صدی تک بعض اخلاقی خرابیوں کے باوجود عقیدۃً موحد تھے اور اپنے آپ کو دینِ ابراہیمی حنیفی کا پیرو بتاتے تھے۔ چوتھی صدی میں ایک عرب تاجر ابن لحی بسلسلہ تجارت فلسطین آیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فرضی قبر پر سے ایک تبرکاً پتھر اٹھا لے گیا اور اسے کعبہ میں رکھ دیا۔ پہلے اس کی تعظیم ہوئی۔ پھر پرستش اور دو سال کے اندر تین سو ساٹھ بُت کعبہ میں جمع ہو گئے، سارا حجاز بُت پرستی میں مبتلا ہو گیا۔

چونکہ حجازیوں میں بُت پرستی قدیم زمانہ سے نہ تھی، اس لیے دیومالا اور علم الاصنام کے قسم کی کوئی چیز ان میں پیدا ہی نہ ہو سکی ان کے ہاں ہفتہ کے سات دنوں کے نام بھی سورج، چاند، عطارد وغیرہ کے نام پر نہ تھے، بلکہ یہودیوں سے ملنے ملانے اور کاروباری تعلقات کی وجہ سے انھوں نے یوم احد (یعنی سبت کے بعد کا پہلا دن)، یوم الاثنین (دوسرا دن)، یوم الثلاث (تیسرا دن)، یوم الاربعاء (چوتھا دن)، یوم الخمیس (پانچواں دن)، یوم الست (چھٹا دن)، کہا کرتے تھے اور ہفتہ کی ابتداء یوم السبت سے کرتے تھے۔ دیوان علیؓ میں ایک نظم ہے جس میں ہفتہ کے سات دن اس طرح گنے گئے ہیں اوّل یوم السبت اور آخر یوم الجمعہ۔ اس نظم کا پہلا شعر ہے۔

لنعم الیوم یوم السبت حقا
لصیدان اردت بلا امتراء

یوم الست کو رسالہ مابعد میں یوم العروبۃ کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ یوم الست کا مستقل نام ہی یوم العروبۃ ہو گیا۔ یہی یوم العروبۃ ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ربیع اوّل ۱ھ مطابق ۶۲۲ء) کے بعد سے یوم الجمعہ کہلانے لگا۔ کوئی ایسی قابلِ وثوق تاریخی شہادت نہیں ملتی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی دن کا نام یوم الجمعہ تھا۔ اس کے برخلاف بہ کثرت راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں اس دن کو یوم العروبۃ کہتے تھے۔

ہجرت رسول اللہؐ سے پہلے مدینہ منورہ سے مکّہ آکر انصار رضوان اللہ علیہم نے دو سال میں رسول اللہؐ کے دستِ مبارک پر بیعت ایمان و استقامت کی ہیں۔ ان دونوں بیعتوں کو تاریخ اسلام میں بیعت عقبۂ اولیٰ اور بیعت عقبۂ ثانیہ کہتے ہیں۔ بیعت عقبۂ ثانیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہؓ کو اہلِ مدینہ میں تبلیغِ اسلام کے لئے روانہ کیا تھا۔ ان لوگوں نے گھر گھر جا کر تبلیغ کی اور جب کچھ لوگ مسلمان ہو گئے تو حسبِ ہدایت نبویؐ یہ لوگ یوم العروبہ میں بعد زوال آفتاب جمع ہو کر نماز ادا کرنے لگے۔ پہلے ایک خطبہ ہوتا، اس کے بعد دو رکعت نماز باجماعت سب سے پہلے جس نے یہ خطبہ دیا اور نماز پڑھائی وہ حضرت اسعد بن زرارہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپؐ نے نماز جمعہ محلہ بنی سالم میں ۱۹ ربیع الاوّل سن ایک ہجری میں پڑھائی

اس کے بعد سے یوم العروبۃ کا نام یوم الجمعہ مشہور ہو گیا۔

اس کے کئی سال کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ مسجدِ نبویؐ مدینہ منورہ میں خطبہ دے رہے تھے اور عین اسی وقت باہر سے ایک تجارتی وفد آکر مسجد کے سامنے والے میدان میں ٹھہرا، کچھ لوگ اس قافلہ کو دیکھنے کے لیے مسجد سے باہر چلے آئے۔ اس کے بعد قرآن مجید کی سورۃ ۶۲ (سورۃ الجمعہ) نازل ہوئی جس میں اس واقعہ کا ذکر ہے اور یہ حکم دیا گیا ہے۔

یا ایھا الذین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کنتم تعلمون

اے وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہو جب جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کی یاد کی طرف تیزی سے چل پڑو اور لین دین چھوڑ دو یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم کو علم ہو۔

احادیث نبویہ میں جمعہ کے دن کی بہت سی فضیلتیں بیان ہوئی ہیں اور نماز جمعہ میں حاضری کو واجب قرار دے کر اس دن کی بہت اہمیت جتائی گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الجمعۃ حق واجب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ او صبی او مریض

جماعت کے ساتھ جمعہ چار کے سوا ہر مسلمان پر ایک حق واجب ہے، وہ چار یہ ہیں۔ غلام، عورت، بچہ اور بیمار۔

تجب الجمعۃ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ او صبی او مملوک

عورت، بچہ اور غلام کے سوا ہر مسلمان پر جمعہ واجب۔

من ترک الجمعۃ ۔ ۔ ۔ علیٰ قلبہ

جس نے تین بار جمعہ کو معمولی بات سمجھ کر چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے قلب پر مُہر کر دیتا ہے۔

نحن الاولون ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ غداً والنصاریٰ بعد غد۔

ہم ہیں اول، ہم ہیں آخر اور ہم ہیں قیامت کے دن سب سے آگے۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ انہیں (یہود و نصاریٰ کو) کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی، یہی جمعہ کا، دن ہے جو یہودیوں پر فرض کیا گیا تھا۔ اس کی انہوں نے مخالفت کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دن کی طرف ہدایت فرمائی، تو اب وہ لوگ ہمارے بعد ہو گئے۔ یہود کا دن کل ہوگا اور نصاریٰ کا پرسوں۔

حضرت الشیخ الصدوق نے بھی اپنی کتاب "من لایحضرہ الفقیہ" میں فضائل جمعہ سے متعلق حضرت جعفر الصادقؒ سے بہت سی روایتیں نقل کی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت میں حضرت نے سنیچر یا اتوار کو اختیار کرنے کی سخت ممانعت فرمائی اور دوسری روایت میں قرآن مجید کی آیت اذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا، الآیہ کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے۔ کہ نماز ختم ہو جانے پر تلاش روزی کے لیے پھیل جانے کے حکم سے سنیچر کے دن تلاش رزق کے لیے پھیل جانا مراد ہے۔

سنن بیہقی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نماز جمعہ اور خطبہ میں حاضری کے لئے مقام ذوالحلیفہ سے مسجد نبویؐ مدینہ منورہ میں آیا کرتے تھے۔ مقام ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سے تقریباً نو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ نیز مشینی سواریاں تو اس زمانہ میں تھیں نہیں۔ یقیناً یہ لوگ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر پہلے ہی پہلے ذوالحلیفہ سے چلتے ہوں گے اور نماز سے فارغ ہو کر کافی دیر کے بعد ہی واپس گھر پہنچتے ہوں گے۔

خدا اور رسولؐ کے حکم بموجب امت اسلامیہ کے ہر فرقہ و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز جمعہ کے بعد کاروبار حرام ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کی خلاف ورزی ہے۔ اگرچہ یہ کوئی نہیں کہتا کہ جمعہ کا سارا دن بیکاری میں گذارنا فرض ہے۔ ایسا کہنا جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعد ختم نماز کاروبار کرنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ذوالحلیفہ سے مدینہ منورہ آکر خطبہ و نماز میں شرکت کے بعد واپس ذوالحلیفہ جانے والے صحابہ کرامؓ کے پاس جمعہ کے دن کا کتنا حصہ بچ رہتا ہوگا جس میں وہ کھیتی باڑی کا کام کرتے ہوں گے۔ حکماً نہیں لیکن عملاً جمعہ کا دن کیا ہفتہ وار تعطیل کا دن نہیں بن گیا تھا؟

نتائج

مندرجہ بالا معلومات سے ہم حسبِ ذیل نتائج تک پہنچتے ہیں۔

۱۔ اتوار کے دن کی اہمیت آفتاب پرستی سے وابستہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے لیے اس دن کی کوئی اہمیت نہیں۔

۲۔ یہودیوں کو جمعہ کے دن کا حکم دیا گیا تھا۔ جب انہوں نے اس سے اختلاف کیا تو سبت کا حکم انہیں بطور سزا دیا گیا۔

۳۔ یہودیوں کے سوا کسی مذہب میں کسی دن کو سارا دن محض بیکاری میں گذارنے کا حکم نہیں ہے۔

۴۔ مسلمانوں کے لیے جمعہ کے دن کو مقدس دن قرار دیا گیا ہے اس میں اذان جمعہ کے بعد ختم نماز تک کاروبار کرنا ناجائز ہے۔

۵۔ مسلمانوں کو اتوار کا دن اختیار کرنے سے حضرت صادق رحمۃ اللہ نے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ اسلامی ممالک میں اتوار کا دن کبھی

اختیار نہیں کیا گیا۔

۶۔ مسلمان ابتداء ہی سے جمعہ کے دن کا بڑا حصّہ نماز اور اس کی تیاری میں گزارا کرتے تھے۔

۷۔ مسلمان ملکوں میں ہفتہ وار تعطیل جمعہ کے دن ہوتی تھی اور آج تک باستثنائے ایک یا دو ملک جمعہ کو تعطیل ہوتی ہے۔

تاریخِ اسلام میں جمعہ کی تعطیل کا ذکر

اب اس کے بعد صرف ایک سوال باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ تاریخ اسلام میں جمعہ کے دن تعطیل عام ہونے کا کوئی ذکر ملتا ہے یا نہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیئے۔ کہ تاریخ میں اس کا ذکر کیوں آتا۔ یہ کون سی غیر معمولی بات تھی، کبھی کسی خلیفہ نے یا کسی بادشاہ نے اس کا حکم دیا ہوتا تو اس کا ذکر آتا۔ عملاً یہ طریقہ ابتداء ہی سے رائج ہو گیا تھا اور رائج تھا۔ عراق، شام مصر، ایران اور افغانستان وغیرہ میں آج تک تعطیل جمعہ کی ہوتی ہے۔ یہ ممالک عہد صحابہؓ میں مسلمانوں نے فتح کئے تھے۔ اسی وقت سے یہ طریقہ وہاں رائج ہے۔ کسی تاریخ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان ممالک میں فلاں بادشاہ یا خلیفہ کے حکم سے اور فلاں تاریخ سے یہ طریقہ رائج ہوا۔ اس سے کیا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ سوچئے تاریخوں میں عیدین کی تعطیل کے لیے بھی کوئی حکم نہیں ملتا ہے۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح ہو سکتا ہے کہ مدینہ منورہ، کوفہ، دمشق، بغداد، قاہرہ اور قرطبہ میں عیدین کی تعطیلات نہیں ہوا کرتی تھیں۔

بات یہ ہے کہ چھٹیوں کا ہونا تاریخ کا ایسا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے کہ اس کا صریح ذکر تاریخ کی کتابوں میں ملے۔ البتہ کہیں کہیں سیاحوں کے بیانات سے جمعہ اور دیگر تعطیلات میں قاضیوں، حاکموں اور بادشاہوں کی مصروفیتوں کا پتہ چلتا ہے اور واضح طور پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس دن قاضیوں کی عدالت بند ہوتی تھی۔ ورنہ وہ اپنا سارا دن دیگر مصروفیتوں میں کیسے بسر کر سکتے تھے۔ مثلاً سفر نامہ ابن بطوطہ میں جمعہ کے دن کے دربار اور قاضیوں کی دربار میں حاضری کا ذکر موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ قاضی جمعہ کے دن اپنی عدالت میں مصروف کار نہ تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر برنیر فرانسیسی سیاح جس نے ۱۶۵۶ء سے ۱۶۶۸ء تک مصر، شام اور ہندوستان کا سفر کیا ہے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں میں جمعہ کا دن بالکل اسی طرح ہے، جیسے کیتھولک عیسائیوں میں اتوار کا دن۔

ان تمام باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں جمعہ کی ہفتہ وار تعطیل کا طریقہ ابتداء ہی سے رائج تھا۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ جمعہ کے دن دکانوں کے بند رکھنے کا کوئی سرکاری حکم کبھی جاری نہیں ہوا اور حقیقت یہ ہے مسلمان فرماں رواں نے ایسا حکم جاری کرنا بے جا دست اندازی اور حکم خداوندی کے خلاف سمجھا۔ ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اذان جمعہ سے پہلے اور نماز جمعہ کے بعد اپنا کاروبار کرے یا نہ کرے۔ تعطیل اور چھٹی کے بھی کچھ حدود ہیں۔ اگر ہفتہ وار تعطیل کا حکم مکمل بیکاری چاہتا ہے، تو اس کی تعطیل یہود بھی کبھی نہ کر سکے۔ ماضی کو چھوڑ دیئے، آج جب کہ فلسطین میں یہودیوں کی آزاد حکومت قائم ہے اور وہاں سنیچر کے دن تعطیل بھی ہوتی ہے تو کیا محکمہ پولیس ضروریات کی دکانیں فوجداری، دفاتر، ریڈیو، ٹیلیویژن اور دیگر اہم محکموں میں سنیچر کے دن کام بند ہوا کرتا ہے؟ نہیں۔

یہ تصوّر بھی صحیح نہیں ہے کہ بہت سے ممالک اتوار کی تعطیل کرتے ہیں۔ پاکستان سب سے الگ جمعہ کی تعطیل کیسے کر سکتا ہے۔ پاکستان میں اگر جمعہ کی تعطیل ہونے لگی تو یہ دنیا کا چالیسواں ملک ہوگا، جن میں جمعہ کی تعطیل ہوگی۔ اور یہودیوں کی حکومت تو دنیا میں صرف ایک ہی حکومت ہے جہاں سنیچر کے دن تعطیل ہوتی ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ سنیچر کے دن تعطیل ہوتی ہے اور نہ اس سے ان کا کوئی کام رک جاتا ہے اور نہ پریشانی ہوتی ہے۔

یکم جون ۱۹۸۴ء

بقیہ : اداریہ

کر کے بادشاہی مسجد کو زبردستی فرقہ واریت کے مظاہرہ کا مرکز بنایا وہ انتہائی افسوسناک اور شرمناک ہے اور اس کے ردِعمل میں دوسرے فریق کی طرف سے جس شدّت کا اظہار ہوا اس سے بات اور بڑھ گئی اور تصادم کی افسوسناک صورت سامنے آئی۔ واقعات کا تسلسل اور ترتیب سامنے ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ طے شدہ پروگرام کے مطابق ہوا ہے اور اس میں صرف فرقہ پرستوں کا نہیں بلکہ اقتدار کے کیمپ میں بیٹھے ہوئے ان کے سرپرستوں اور پُشت پناہوں کا بھی بڑا حصّہ ہے۔

ہم یہ گذارش کریں گے کہ جس طرح بادشاہی مسجد کے ۲۳ مارچ کے مفروضہ واقعہ کی تحقیقات کے لئے ٹریبونل مقرر کیا گیا ہے اسی طرح ۲۱ مئی کے واقعہ اور اس کے اسباب و وجوہ کی بھی عدالتی تحقیقات کرائی اور ان عناصر کو بے نقاب کیا جائے جو فرقہ وارانہ جذبا تیت و اشتعال کو ابھار کر ملک کے امن کو تباہ کرنے کی سازش میں ملوّث ہیں۔

آداب ملاقات

معانقہ کرنا معانقہ (گلے ملنے کو کہتے ہیں) مصافحہ کرنا خوشی اور محبت کا اظہار ہے جب کوئی شخص مدّت کے بعد ملے یا سفر سے واپس لوٹے تو اس سے گلے ملنا مسنون ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ زید بن حارثہؓ جب مدینہ واپس آئے تو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف فرما تھے، تو انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا آپؐ کا اس وقت کُرتہ اترا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں اُٹھے اور زید بن حارثہؓ کو گلے لگا لیا، اور انہیں چُوما۔ اسی طرح جب حضرت جعفرؓ بن ابی طالب حبشہ سے واپس آئے تو حضور صلی اللہ علیہ سے ملے، تو آپؐ ان سے چمٹ گئے اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا (ابو داؤد) یاد رکھنا چاہیئے کہ سلام، مصافحہ اور معانقہ ان تمام کا مقصد دوسرے مسلمان کا دل خوش کرنا ہے اور اسے راحت پہنچانا ہے اگر مصافحہ یا معانقہ کرنے سے اس کو تکلیف ہو تو شائستگی کا تقاضا یہی ہے کہ مصافحہ یا معانقہ نہ کیا جائے۔

فرمان الٰہی

(سورۂ بقرہ آیت ۲۴۹) بہت ہی کم تعداد جماعتیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے بڑی تعداد والی جماعت پر غالب ہو چکی ہیں اور اللہ تعالیٰ صبر (یعنی جمے رہنے) والوں کے ساتھ ہیں — (آج اس کو سب نے دیکھ لیا۔

آل عمران آیت) نہ کمزور بنو نہ فکر کرو کیونکہ تمہی غالب ہو۔ اگر تم پورے مومن ہو (ایمان کی فوری تکمیل کے لیے کلمہ، توبہ اور دعا کافی ہے)

عورتوں کا صفحہ

گذشتہ سے پیوستہ

عورتوں کے ضروری مسائل

اسعد قادری

۱۔ فرض نماز پڑھتے پڑھتے حیض آ گیا تو وہ نماز ختم کر دے۔ اب یہ نماز معاف ہو گی۔ پاک ہونے کے بعد بھی اس نماز کی قضا نہیں پڑھی جائے گی۔ اور اگر سنّت یا نفل پڑھتے ہوئے حیض آ گیا تو قضا پڑھنی پڑے گی اور آدھا روزہ گذرنے کے بعد اگر حیض آیا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا پاک ہونے کے بعد اس کی قضا رکھے۔

۲۔ رمضان شریف کے مہینہ میں دن کو پاک ہوئی تو پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا نہیں چاہئے۔ شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے لیکن روزہ دارں کی طرح بھوکا پیاسا رہنے سے یہ روزہ شمار نہیں ہو گا۔ بلکہ اس کے بدلہ میں روزہ قضا رکھنا پڑے گا۔

۳۔ رمضان شریف میں پورے دس دن رات گذرنے کے بعد حیض بند ہُوا تو اگر اتنی سی رات بھی باقی ہے جس میں ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکے تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے۔

۴۔ اگر اتنی رات باقی تھی کہ پھرتی سے صرف غسل کر سکتی ہے لیکن غسل کے بعد ایک مرتبہ بھی اللہ اکبر نہ کہہ سکے گی تب بھی اگلے دن کا روزہ واجب ہے۔

۵۔ اتنی رات باقی تھی کہ غسل کر سکتی تھی مگر نہیں کیا، تو بغیر غسل کئے ہی روزہ کی نیّت کرے اور صبح کو غسل کرے اور اگر صبح صادق سے پہلے اتنا وقت نہیں تھا کہ غسل کر سکے تو صبح کا روزہ جائز نہیں سارا دن بغیر کھائے پیئے گذارے اس کے بعد اس روزہ کی قضا رکھے۔

۶۔ عاقل بالغ عورت مرد کے لئے بغیر وضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا ناجائز ہے البتہ ایسے کپڑے سے قرآن کو ہاتھ لگا سکتی ہے جو بدن سے علیحدہ ہوں (جیسے تولیہ رومال وغیرہ) اور اگر چادر یا دوپٹہ اوڑھے ہوئے ہو، تو اس سے ہاتھ لگانا ناجائز نہیں کیونکہ یہ اس کے بدن سے ملے ہوئے ہیں

۷۔ حیض و نفاس کی حالت میں نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، خانہ کعبہ کا طواف کرنا، جماع قرآن شریف کی تلاوت یا قرآن پاک کو ہاتھ لگانا یہ سب باتیں حرام ہیں۔

(درمختار، عالمگیری)

۸۔ سورہ فاتحہ دعا کی نیت سے پڑھنا یا جو دعائیں قرآن مجید میں آتی ہیں جیسے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ الخ یا اس جیسی اور قرآنی دعائیں ان کا دعا کی نیّت سے پڑھنا جائز ہے۔ (شافعی)

طبی مشورے

براہ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی شیرانوالہ گیٹ لاہور

شدید قبض

س : میری عمر سولہ سال ہے میں قبض کی بیماری میں مبتلا ہوں۔ بہت سی دوائیں استعمال کیں۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہُوا دو تین دن تک متواتر قبض رہتی ہے۔ براہِ کرم کوئی اچھا سا علاج بتائیں۔

(ن۔ ر۔ ٹاؤن شپ لاہور)

ج : قبض دور کرنے کے لئے قبض کشا دواؤں کا کثرت سے استعمال معدہ کو کمزور کر دیتا ہے۔ اس لئے آپ کو اپنی غذا متوازن بنانا چاہیئے۔ روزانہ رات کو تازہ پانی پی کر سوئیں صبح سویرے پانی کا گلاس پیئیں چھان والے آٹے کی روٹی کھائیں موسم کے پھل استعمال کریں، دودھ دہی، لسی کا استعمال کریں۔ صبح دو میل تک پیدل سیر کریں۔ انشاء اللہ صحت ہو گی۔

دوائی علاج کے طور پر ہلیلہ کابلی ایک عدد کا چھلکا روزانہ رات پانی میں بھگو دیں صبح یہ پانی پی لیں اور چھلکا کھا لیں۔ یا موسم گرما میں رات سوتے وقت املی ایک تولہ، آلو بخارا چار دانے پانی میں بھگو دیں۔ صبح یہ پانی پی لیا کریں

زبان کی تلخی

بندہ کی عمر ۳۳ سال ہے شادی کو دس سال ہو چکے ہیں۔ بندہ کی زبان کڑوی رہتی ہے۔ اور کھانا کھانے سے جسم گرم ہو جاتا ہے۔ یہاں ڈاکٹروں، حکیموں سے علاج کرایا، کوئی فائدہ نہیں ہُوا۔ براہِ مہربانی آسان نسخہ تحریر کریں۔

(محمد رفیق، ڈیرہ اسمٰعیلخاں)

ج۔ روزانہ رات سوتے وقت املی دو تولہ، آلو بخارا چار دانے مٹی کے پیالے میں بھگو دیں۔ صبح سویرے یہ پانی پی لیا کریں۔

خارش

س : میری والدہ بعمر چالیس برس کو گھٹنوں سے لے کر ٹخنوں تک خارش رہتی ہے۔ کوئی نسخہ بتائیں۔

(محمد صدیق بلوچ، صادق آباد)

ج : متاثرہ حصّوں پر روزانہ روغن تارا میرا کی مالش کریں۔ اور صابن کے بجائے بیسن سے دھوئیں۔

گرمی، جلن

س : بندہ کو گرمی بہت ہے سر چکراتا ہے۔ سینے میں اور پاؤں میں جلن ہوتی ہے۔ حافظہ بہت زیادہ کمزور ہو گیا ہے۔ براہ کرم کوئی آسان نسخہ بتائیں۔

(قاری عبدالحفیظ الرحیمی، صادق آباد)

ج : سفوف فرحت جس کا نسخہ بارہا خدام الدین میں شائع ہو چکا ہے۔ صبح و شام استعمال کریں۔ یا ہم سے منگوالیں

۲۔ رات کو مٹی کے پیالے میں املی ۲ تولہ، آلو بخارا ۴ دانے بھگو دیں۔ صبح یہ پانی پی لیا کریں۔